رساله

فاتح الابصار

تالیف حضرت قدوۂ اولیاء کبار زبدۂ علماء اخیار سر اللہ الاکبر سیدنا و مولانا
حافظ شاہ علی انور قلندر قدس سرہ الاطہر

مع ترجمہ و تحشیہ

از خلف سلف الاثر جناب مولانا مولوی محمد تقی حیدر صاحب سلمہ اللہ العلی الاکرم

در مطبع سرکاری ریاست رامپور طبع شد

فہرست کتاب ہذا

مضمون

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سبحانک یا من ھو لا تدرکہ الابصار
وھو یدرک الابصار وھو اللطیف الخبیر
والصلوۃ علی محمد نور الانوار و کاشف
الاسرار بشیر و نذیر و علی آلہ واصحابہ الذین
ھم کاظم انوار سید الابرار و اولیاء العلما
الاخیار و انھم بالسلام جدیر
اما بعد از مدتے کوکب این تمنا بر سپہر دلم
فروزشہا داشت و بدر کامل این آرزو بر چارمین
دل میتافت کہ تحریرے شافی در بیان مسائل چند
برنگارم و دام تقریرے وافی در رام کردن این
وحشیان قلبی بگسترانم خصوصاً پرتو چراغ رویت
باری راکہ در شبستان علم تجلی نمودہ بود احتیاط

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پاک ہے وہ جسکا ادراک آنکھیں نہیں کر سکتیں اور
وہ ابصار تو نکا ادراک کرتا ہے اور وہ لطیف خبیر ہے
اور درود حضرت محمد صلعم پر جو نور الانوار اور اسرار
کے کھولنے والے اور بشارت دینے اور خوف دلانے
والے ہیں اور انکی اولاد و اصحاب پر جو آنحضرت صلعم
کے انوار سے منور ہیں اور انکو اولیا امت پر جو بزرگ بہتر اور لائق سلام ہیں
اما بعد ایک عرصہ سے اس خواہش کا تارہ میرے
آسمان قلب پر روشن اور اس آرزو کا بدر کامل
دل کے چوتھے آسمان پر جلوہ فگن تھا کہ ایک عمدہ تحریر
چند مسائل کے بیان میں لکھوں اور دام تقریر ان
وحشیان قلبی کو مسخر کرنے کو بچھاؤں خصوصاً پرتو چراغ رویت
باری نے جو میرے شبستان علم میں اجالا پھیلایا اس سے صفحہ

اوستاذی و مولائی شاه نقی علی لکاظمی
روح الله روحهما و وصل الینا فتوحهما

مسئله اوّل رویت باری و لقائه در قیامت
چگونه خواهد شد **جواب** اینجا سه فصل اند

فصل اوّل این مسئله در رساله درر مصنفه حضرت
سرمایه علم و هنر مولانا شاه رفیع الدین محدث دهلوی
بتفصیل مستوفی مرقوم است مجمله الوقت اینست که متفق
علیه اهل سنت و جماعت است کثرهم الله جماعتهم
که دیدار الهی در جنت بیجهت خواهد شد یعنی بغیر لون
و شکل و بعد و جهت تصویر این کلام محققان اهل کشف
عقل بچند وجه بیان کرده اند چنانچه خود حضرت شاه صاحب
در جواب سائلی تحریر فرموده اند که حکیم ابونصر فارابی در
کتاب فصوص خود میگوید که انکشاف شی گاهی بوجه
جزئی شخصی میباشد و گاهی بوجه کلیه که عنوان یک شخص
یا اشخاص کثیره شود اول را رویت و ثانی را معرفت
و ثالث را علم گویند حاصل در وقت تعلق بدن از
حق جل شانه قسم ثانی است و بعد خلع بدن این معرفت
ترقی نموده بدرجه اول رسد این را تعبیر برویت نموده
میشود و این کلام نقل مضمون است نه ترجمه عبارت
و از کلام حضرت مجدد چنان مستفاد میشود که لذتیکه
مبصر و باصره را در وقت معاینه حاصل میشود

استاذی و مولائی شاه نقی علی قلندر کاظمی قدس
سرہما بزرگ کیا۔

پہلا مسئلہ قیامت میں خدا کا دیدار اور ملاقات
کیونکر ہوگی۔ **جواب** اس میں تین فصلیں ہیں

پہلی فصل یہ مسئلہ رسالہ درر مصنفہ سرمایہ علم
وہنر حضرت مولانا شاہ رفیع الدین محدث دہلوی
میں پوری تفصیل سے مرقوم ہے مختصر یہ ہے کہ اہل سنت
و جماعت کا اسپر اتفاق ہے کہ دیدار حضرت حق
جنت میں بیجہت ہوگا یعنی بلا رنگ و شکل و بُعد
و جہت محققین اہل کشف نے یہ مسئلہ کئی طرح سے
بیان کیا ہے چنانچہ خود حضرت شاہ صاحب نے
ایک سائل کے جواب میں تحریر فرمایا ہے کہ حکیم ابونصر
فارابی اپنی کتاب فصوص میں لکھتے ہیں کہ شی کا
انکشاف کبھی بوجہ جزئی شخصی ہوتا ہے اور کبھی بوجہ
کلیہ کہ جو (وجوہ کلیہ) ایک یا زیادہ اشخاص کا عنوان ہو
اول کو رویت دوسری کو معرفت تیسری کو علم کہتے ہیں
تعلق بدن کے وقت جو انکشاف حق جل شانہ کا حاصل
ہوتا ہے وہ قسم ثانی ہے اور بعد خلع بدن یہ معرفت
ترقی کرکے اول درجہ پہ پہنچتی ہے جسکو رویت سے تعبیر کرتے ہیں
یہ کلام مضمون کی نقل ہے نہ ترجمہ عبارت اور حضرت مجدد کے کلام سے
پایا جاتا ہے کہ وہ لذت جو دیکھنے والے اور نظر کو معاینہ کے وقت حاصل

بقدرت الٰہی بہ نسبت آن ذات مقدسہ ہیچ ایشان
لذتی در بصر و مبصر پیدا نخواہد شد و این را ابصار و
و رویت تعبیر نتوان کرد کہ عبارتی دیگر از این تعبیر
مفید انکشاف تام نبودہ است و بعضی دیگر پسندیدہ اند
کہ رویت در رائی متحقق میشود بحصول ظل مرئی در
جلیدیہ و از آنجا بمجمع النور و از آنجا در حس مشترک
و از آنجا نفس ناطقہ صورت خیالیہ و وہمیہ و عقلیہ
تجرید میکند و در ہمین رشتہ نزول میکند کہ علم عقلی
بواسطہ وہم و خیال بحس مشترک نزول میکند و شبیہ
حالت ابصار حاصل میگردد اما چونکہ با جلیدیہ
نزول نیست ابصار حقیقی نتوان گفت و در آنجا کہ
کہ نفوس مقدسہ و مطہرہ گشتہ کمال اتصال
بجناب مبدء پیدا میکنند اشعۂ نورانی آن ذات
مقدسہ بر قوت عقلیہ و وہمیہ پرتو میزند و از آنجا
بر خیال و حس مشترک نزول میکند و بسبب شروع
فیض الٰہی و قوت مدرکہ انسانی در رفع موانع نوم
و تعطیل حواس در مجمع النور و جلیدیہ نیز ریزش
خواہد کرد چنانکہ خیالات درین جہان در جہت
مکان نیست آن معاینہ حقیقت نیز در جہت و مکان نیست

قدرت الٰہی سے اس ذات مقدسہ کو متعلق ویسی ہی
ایک لذت بصر اور مبصر میں پیدا ہوگی اور اسکو تعبیر
ابصار و رویت تعبیر نہیں کرسکتے کیونکہ کوئی اور عبارت
بجز اس تعبیر کے انکشاف تام کا فائدہ نہیں دیتی اور بعض اور لوگ
کہتے ہیں کہ رویت دیکھنے والے میں اسوقت ثابت ہوتی ہے جب
دیکھی ہوئی شی کا عکس پردہ جلیدیہ[1] میں حاصل ہوتا ہے اور
وہاں سے مجمع النور پھر حس مشترک[2] میں اور وہاں سے نفس ناطقہ[3] صورت
خیالیہ وہمیہ عقلیہ کی تجرید کرتا ہے اور (وہ انکشاف بھی اگرچہ)
اسی سلسلہ میں نزول کرتا ہے کیونکہ علم عقلی بواسطہ وہم و خیال
حس مشترک میں نازل ہوتا ہے اور ابصار کے مشابہ حالت حاصل ہوتی ہے
لیکن چونکہ جلیدیہ کے ساتھ نزول نہیں ہے اسلئے ابصار حقیقی نہیں ہو
سکتی اور اس عالم میں چونکہ نفوس مقدس و مطہر ہو کر اپنے مبدا
کے ساتھ پورا اتصال پیدا کرتی ہیں لہذا اس ذات مقدسہ کے نور کی کرنیں
قوت عقلیہ و وہمیہ پر پرتو فگن ہوتی ہیں اور وہاں سے خیال و حس مشترک
پر نازل ہوتی ہیں اور بسبب شروع فیض الٰہی و قوت مدرکہ[4]
انسانی رفع موانع خواب و تعطیل حواس مجمع النور و جلیدیہ
میں بھی ریزش کرینگی جسطرح اس عالم میں خیالات بھی جہت
و مکان میں نہیں وہ معائنہ حقیقت بھی بے جہت و
مکان

[1] پردہ جلیدیہ [illegible] نام ہے ایک پردہ کا [illegible] [2] حس مشترک وہ قوت ہے جو تمام صور محسوسات کو جو حواس خمسہ ظاہر
میں منقوش ہوتی ہیں قبول کرتا ہے اور وہ بمنزلہ حوض کے ہے اور یہ [illegible] بمنزلہ نہروں کے جو حوض میں پانی پہنچاتی ہیں اور اسکا
محل جوف [illegible] پیشانی میں ہے [illegible] [3] نفس ناطقہ [illegible] روح [illegible] [4] قوت مدرکہ انسان میں ایک قوت ہے

نخواہد بود و بعضے گویند کہ در حدیث آنچہ در باب
رویت وارد شدہ بر نفی جہت و سلب لوازم جسمیت
ایمائے نمیدہد اینقدر ہست کہ آن تجلی عیانی صوری
از سائر مظاہر بدو وجہ امتیاز میدارد اما از سائر مخلوقات
کہ نیز مظاہر صفات آنجناب اند پس باینکہ ظہور ذات
دران مقام بعنوان الوہیت است و در سائر مظاہر
بعنوان خلقیت و انواع کائنات چنانچہ از نار حضرت
کلیم را ندائے إِنَّنِي أَنَا اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا أَنَا سر میزد و اما
از سائر تجلیات صوری و خیالی و حسی آنجہانی پس
بدینوجہ است کہ ظہور ذات مقدسہ دران مقام بصور
مباین صور کائنات معلومہ و مقرون بجدی از عظمت
و کبریا و نور و بہا و جمال و صفا شموس کمالات ذاتی
و صفاتی و اسمائی خواہد بود کہ حوصلہ ناظر اکمل و اشرف را
در وہم و عقل خود گنجایش ندارد و بر اکثر ازان در تصور
آوردن نمیتواند و آنچہ اہل سنت نوشتہ اند کہ رویت
آنجہانی بے کیف است برائے دفع اشکالات معتزلہ
از ثبوت لوازم جسمیہ گفتہ اند چون حقیقت تجلی دریافتہ شود
جملہ اشکالات آنہم رفع میباشند و معہذا بعضے اکابر
میفرمایند کہ نفس را بسبب استغراق در شہود حق

نہوگا بعضے کہتے ہین کہ حدیث مین متعلق رویت جو کچھ
آیا ہی اُس سے نفی جہت و سلب لوازم جسمیت کیطرف
کوئی اشارہ نہین ہی یہ البتہ ہی کہ وہ تجلی عیانی صوری
تمام مظاہر سے بدو وجہ ممتاز ہی اُن تمام مخلوقات سے
(جو اُسکے مظاہر صفات ہین) تو اس حیثیت سے ممتاز ہی کہ یہان
ظہور ذات بعنوان الوہیت[1] ہے اور تمام مظاہر مین بعنوان
خلقیت و انواع کائنات جیسے آگ سے حضرت کلیم اللہ
کو آواز إِنَّنِي أَنَا اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا أَنَا[2] سنائی دیتی تھی اور
اُس عالم کے تجلیات صوری و خیالی و حسی سے اسطرح
پر ممتاز ہی کہ اُنمین ذات مقدس کا ظہور ایسی صورتون مین
ہوگا جو صورکائنات سے علیحدہ اور عظمت و کبریا و نور
و بہا و جمال و صفا و کمالات ذاتی و صفاتی و
اسمائی کے ساتھ ناظر کامل کے حوصلہ عقل و وہم سے
باہر ہوگا۔ اہل سنت نے جو یہ لکھا ہی کہ اُس عالم
کی رویت بے کیف ہی تو یہ محض معتزلہ کے
دفع اعتراضات کے لئے کیونکہ اُنھون نے لوازم
جسمیت کو ثابت کیا ہی جب حقیقت تجلی معلوم
ہو جائیگی تو اُنکے اعتراضات سب رفع ہو جائینگے اور باوجود
اِسکے بعضے اکابر فرماتے ہین کہ نفس شہود حق[3] مین استغراق کیوجہ

[1] الوہیت کے معنی خدائی اور خداوندی کے ہین اور یہ لفظ مقام تفصیلی صفات پر جو اجمال کا بھی جامع ہو بولا جاتا ہے یعنی جس مقام کو
رب و مربوب کو اعتبار کرتے ہین ۱۲ مترجم [2] مین اللہ ہون بجز میرے کوئی معبود نہین ۱۲ [3] شہود حق رویت الٰہی یعنی مراتب
کثرات و موہومات صوری سے عبور کر کے اور توحید عیانی کے مقام پر پہنچکر کل موجودات کی صورتون مین حق کا مشاہدہ کرے غیریت بالکل دور ہو جانے
[illegible]

احساس هیچ غیر از زمان و مکان و جهت و وجود
خود و غیر خود نخواهد بود همین را معاینه بے جهت و شکل
و لوازم جسمیه میتوان گفت بالجمله همچنانکه گفته میشود
که زید و عمر را صریحاً دیدیم و حالانکه سوای بعضے اعراض
ایشان ندیده ایم هرگاه این مسامحه بغیر در شاید که موضوع
لغوی لفظ رویت است جاری باشد در غایت تدقیق
آن چرا باید کوشید و چرا التزام باید کرد که کنه ذات
صرف که از تعلق ادراک و فهم معرا است بر آن احساس
و ابصار اقتدار نه دارند و این رویت در حق خواص
عوام هم [illegible] مختلف میشود که بحسب قرب و بعد
دیگر بحسب قلت و کثرت حجب دیگر زیادتی معرفت
صفات و کمی آن که در وا کسب شده و ثانیه آنکه
[illegible] شبه نیست که بدن ارضی را بنسبت روح حیوانی
در وجدان بدل ذات مقدسه حجاب زیاده تر است
و روح حیوانی همچنین به نسبت عالم مثال متوسط
که عالم عامه ملائکه است عالم مثال متوسط به نسبت
عالم مثال علوی که مقام ملائکه مقربین است چون
بعالم مثال ترقی نماید صورت همان عالم کسب
کند و بدن او حکم ارواح علویه پیدا کند انچه در اینجا
غیب است آنجا شهادت باشد اشرقت الارض

کسی غیر کا احساس مثل زمان و مکان و جہت و اپنے
یا وجود غیر کے نہ ہوگا اسکو معاینہ بے جہت و شکل و لوازم
جسمیت کہنا چاہئے جیسے کہا جاتا ہے کہ زید و عمر کو ہمنے
صریحا دیکھا حالانکہ بجز انکے بعض اعراض کے اور کچھ
نہیں دیکھا جبکہ یہ مسامحہ بغیر شاید ہمیں جو موضوع لہ
لغوی لفظ رویت ہے جاری ہوگا تو اسکے غایت
تدقیق میں کیوں کوشش اور التزام کرنا چاہئے کہ کنہ ذات
صرف جو تعلق ادراک و فہم سے معرا ہے احساس و ابصار
اسپر کوئی قدرت نہیں رکھتے اور یہ رویت خواص و
عوام کے حق میں [illegible] وجہوں سے مختلف ہوتی ہے ایک
بسبب قرب و بعد دوسری بسبب کثرت و قلت حجاب
تیسرے کمی و زیادتی معرفت صفات جو انہوں نے دنیا میں
حاصل کی اور ثانیہ یہ ہے کہ بلاشبہ جسم ارضی کو بہ نسبت روح
حیوانی ذات مقدسہ کو قلب میں پانیکے لئے زیادہ حجاب
ہے اسیطرح روح حیوانی کو بہ نسبت عالم مثال متوسط جو عام
ملائکہ کا عالم ہے اور عالم مثال متوسط کو بہ نسبت عالم
مثال علوی جو ملائکہ مقربین کا مقام ہے جب انسان
عالم مثال کیطرف ترقی کرتا ہے تو اسی عالم کی صورت
حاصل کرتا ہے اور اسکا جسم ارواح علویہ کے حکم میں ہو جاتا ہے
یہاں جو چیز غیب ہے وہاں شہادت ہے و اشرقت الارض

له اور زمین اپنے پروردگار کے نور سے چمک [illegible] ۱۲

بدیہی جلی است واللہ اعلم وعلمہ احکم

فصل دوم باید دانست که آنچه در بعضی کتب
مذکور شد که ملائکه را دیدار نباشد الا جبرئیل را و آنهم در تمام عمر
یکبار بیش نبود و جن را نیز دیدار نبود شیخ جلال الدین
سیوطی در رساله خود تحقیق کرده است که این سخن صحیح نیست
زیرا که شیخ ابوالحسن اشعری که امام و رئیس اہل سنت و
جماعت است در کتاب خود تصریح کرده است که ملائکه را
در بہشت دیدار بود و امام بیہقی نیز بدان تخصیص کرده و احادیث
نقل نموده است و بعضی از ائمه متاخرین نیز ذکر کرده اند
واما جن اگر منع کند جای آن دارد چه امام ابوحنیفه و جماعتی
از ائمه برآنند که ایشان را ثواب نبود و در بہشت نه درآیند
غایت کار و نہایت جزای ایشان آن بود که از آتش
دوزخ نجات یابند و با وجود آن فضل خدا واسع است
تواند که در حقی از اوقات باین نعمت نیز نوازگرداند
آنهم نه هر روز و هر جمعه نبود چنانکه آدمیان را باشد و در حق
زنان نیز اختلاف کرده اند و حق آنست که ایشان را
گاه گاهی مثل ایام عید در دنیا که ایام بار عام است تجلی تمام
باشد و دیدار است چنانکه خواص مومنان را صبح و شام
و عموم ایشان را در روزهای جمعه چنانچه احادیث
در این باب وارد شده و یافته اند دار قطنی از انسؓ روایت میکند

رای المومنون ربهم فاخذهم عهدا من ینظر

انکار ہے واللہ اعلم وعلمہ احکم

دوسری فصل جاننا چاہیے یہ جو بعض کتابوں میں
مذکور ہے کہ ملائکہ میں بجز حضرت جبرئیل علیہ السلام کے اور
کسی کو دیدار نہیں ہوگا اور انکو بھی اپنی عمر میں صرف ایکبار
اور جنات کو بھی دیدار نہوگا تو شیخ جلال الدین سیوطی
نے اپنے رسائل میں اسکی تحقیق کی ہے کہ یہ قول صحیح نہیں ہے
اسلیے کہ شیخ ابوالحسن امام اہل سنت والجماعت نے اپنی کتاب میں
تصریح کی ہے کہ ملائکہ کو بہشت میں دیدار ہوگا امام بیہقی نے
بھی اسکی تائید میں حدیثیں نقل کی ہیں اور بعض ائمہ متاخرین
نے بھی ذکر کیا ہے لیکن اگر جنات کی نسبت کہا جائے تو بیجا نہیں
کیونکہ حضرت امام ابوحنیفہؓ اور بہت سے ائمہ اسکے قائل ہیں کہ
جنات کیلئے ثواب نہیں اور نہ وہ بہشت میں جاینگے انکا
انجام انتہا جزا یہ ہوگی کہ وہ دوزخ سے نجات پائیں پھر بھی
خدا کی رحمت وسیع ہے چاہے کبھی انکو اس نعمت سے بھی سرفراز
کردے اگرچہ روزانہ و ہر جمعہ کو آدمیوں کی طرح نصیب نہیں اور
عورتوں کے بارہ میں بھی لوگوں نے اختلاف کیا ہے
حق یہ ہے کہ انکو کبھی کبھی بطور روز عید دیدار ہوگا نہ اسطرح
جیسا کہ عام مومنین کو جمعہ کے روز اور خاص کو صبح و شام
چنانچہ اس بارہ میں حدیثیں پائی جاتی ہیں دار قطنی
حضرت انسؓ سے راوی ہیں کہ مومنین نے
اپنے پروردگار کو دیکھا پس انسے اس امر کا عہد لیا گیا

الیہ فی کل جمعة وتزاه المومنات یوم الفطر ویوم النحر گفتم من وتوفیق از خدا است که نسا در عموم مومنین داخل اند چنانکه ملائکه وجن پس همه داخل این بشارت باشند غایت آنکه تواند که این کرامت مخصوص بآدمیان باشد وجن و ملائکه را نبود اگر دلیلی برین بگذرد فلا بعد ودفیه ولیکن اخراج نسا جائز نباشد چگونه تجویز توان کرد که فاطمه زهرا رض و خدیجه کبریٰ رض و عائشه صدیقه رض و دیگر نساء اہل بیت رسول الله صلعم و مریم و آسیه که سیدات نساء عالم اند و کامل تر وعارف تر اند از بسیاری مردمان از دیدار حق تعالیٰ ممنوع و محجوب باشند یا از عوام مردمان درین نعمت و کرامت کمتر باشند بلکه ایشان از عموم مومنات که در احادیث توقیت ایشان باعیاد واقع شده است مخصوص و مستثنیٰ دارند حلوت دارد چنانچه سیوطی خود نیز بدان اشارت کرده است وآنکه گویند نسا مقصورات در خیام باشند سخن ضعیف است چه در آنجا خیام حجاب نبود چنانکه بیوت دنیا و در ود صیغه جمع مذکر در یراه المومنین وانکم ستروون ربکم بطریق تغلیب شائع است والله اعلم ونیز سیوطی گفته که این تخصیصات وتفصیل در رویت بعد از دخول بهشت است الا در موقف مخصوص بکسے نبود بلکه کافران ومنافقان را نیز بود ولیکن بصفت قهر وجلال وکفا

که وہ اسکو ہر جمعہ کے دن اور مومنات اسکو ایام عید مین دیکھین گے۔ بتوفیق خدا میرا یہ قول ہو کہ ملائکہ اور جن کی طرح عورتین بھی عوام مومنین مین داخل ہین تو سب اس بشارت مین داخل ہین انتہا یہ ہو سکتی ہو کہ یہ کرامت آدمیوں کے ساتھ خاص ہو جن و ملائکہ کے لئے نہو اگر کوئی دلیل اسپر گذرے تو کچھ دشوار نہین لیکن عورتونکو اس کرامت سے خارج کر دینا جائز نہین یہ کیسے ہو سکتا ہو کہ حضرت خدیجہ کبریٰ و حضرت عائشہ وحضرت فاطمہ زہرا اور باقی انحضرت صلعم کی بیبیان اور حضرت مریم و آسیہ جو تمام عالم کی عورتون سے افضل اور بہت آدمیوں سے کامل ہین خدا کے دیدار سے محروم ومحجوب ہین یا اس نعمت و کرامت مین عام آدمیوں سے بھی گھٹ جائین بلکہ یہ عام مومنات سے مخصوص و مستثنیٰ ہین جیسا کہ سیوطی نے خود بھی اسکی طرف اشارہ کیا ہی۔ اور یہ جو کہتے ہین کہ عورتین خیموں مین مستور ہونگی یہ قول ضعیف ہے اسلئے کہ وہان کے خیمے بھی دنیا کے گھرونکی طرح حجاب نہونگے۔ اور دونو جگہ جو صیغہ جمع مذکر ہی یعنی یراه المومنین اور انکم ستروون ربکم بطریق غلبہ ظاہر ہی والله اعلم اور سیوطی نے یہ بھی لکھا ہو کہ یہ تخصیصات و تفصیل رویت مین بعد از دخول بہشت ہین ورنہ موقف مین رویت کسی سے مخصوص نہوگی بلکہ کفار و منافقین کو بھی ہوگی لیکن انکو بصفت قہر و جلال

بعد ازان محجوب شوند تا حسرت و عذاب زیاده شود والله
اعلم و در رویت حق سبحانه در منام نیز خلاف است و
صحیح جواز اوست و از سلف نقل آن بسیار آمده از امام
احمد منقول است که گفت رب العزت را در خواب دیدم
پرسیدم که یارب افضل عبادت و اقرب طرق بجناب تو
چیست فرمود تلاوت قرآن مجید و از امام اعظم نقل
است که صد بار رب العزت را بخواب دیده ابن سیرین که
از اکابر تابعین و قدوه علما تعبیر خواب است میگوید
که هر که پروردگار تعالی را در خواب دید در بهشت درآید
و از غم و اندوه نجات یابد و این حقیقت مشاهده قلبی است
نه رویت بصری دیگر بصر بیند مثالی از وی دیده باشند
و حق تعالی را مثل نیست لیکن مثال هست مثل دیگر است
و مثال دیگر مثل مساوی در جمیع صفات را گویند و در
مثال مساوات در جمیع صفات شرط نیست مثلا عقل را
با آفتاب در جمیع صفات مثل نیست و با وجود آن آفتاب را
مثال عقل می آرند بمناسبت آنکه چنانکه محسوسات منکشف
بنور آفتاب اند انکشاف معقولات به عقل میشود و این قدر
مناسبت در مثال بودن کفایت کند چنانکه پادشاه را
تمثیل با آفتاب کنند و وزیر را بماه کنند اگر کسی آفتاب را
بخواب بیند تعبیرش آن بود که پادشاه را دریابد و اگر
ماه را بیند تعبیرش دریافت وزیر باشد حق سبحانه

اور وہ پھر محجوب ہوجائینگے تاکہ حسرت و عذاب بڑھ جائے
واللہ اعلم اور خواب میں حق سبحانہ کی رویت کی متعلق
بھی اختلاف ہے لیکن اسکا جواز صحیح ہے بزرگان سلف سے
یہ بات بہت منقول ہے امام احمد سے نقل ہے انہوں نے
فرمایا کہ مینے حضرت رب العزت کو خواب میں دیکھا تو پوچھا
کہ تیرے نزدیک افضل عبادت اور نہایت قریب
راستہ کیا ہے ارشاد ہوا کہ تلاوت قرآن مجید حضرت امام
اعظم سے منقول ہے کہ انہوں نے سو بار حضرت حق تعالی کو
خواب میں دیکھا ابن سیرین مشہور تعبیر دینے والے تابعی ہیں
کہ جسنے پروردگار کو خواب میں دیکھا وہ بہشت میں جائیگا اور غم
سے نجات پائیگا اور یہ حقیقت مشاہدہ قلبی ہے نہ رویت بصری
اور اگر بصر سے دیکھیں تو اسکی مثال دیکھیں کیونکہ حق تعالی کی مثل
نہیں ہے لیکن مثال ہے مثل اور چیز ہے اور مثال اور چیز مثل
کل صفات میں مساوی ہوتی ہے اور مثال میں کل
صفات میں مساوات ہونا شرط نہیں مثلا عقل کل صفات میں
آفتاب کے مثل نہیں ہے پھر بھی عقل کی مثال آفتاب سے
دیتے ہیں کہ جسطرح محسوسات کا انکشاف نور آفتاب سے ہوتا ہے
اسیطرح معقولات کا انکشاف نور عقل سے ہے اور اسیقدر مناسبت
مثال کو کافی ہے جیسے بادشاہ کی تمثیل آفتاب اور وزیر کی مہتاب سے دیتے ہیں
اگر کوئی شخص آفتاب خواب میں دیکھے تو اسکی تعبیر یہ ہوگی کہ بادشاہ کو
پائے اور اگر مہتاب دیکھے تو اسکی تعبیر وزیر کو پانا ہے حق سبحانہ نے

تعالیٰ فرمودہ مثل نورہ کمشکوٰۃ فیہا مصباح

المصباح فی زجاجۃ و حق تعالیٰ منزہ است کہ
مصباح و زجاجہ و مشکوٰۃ و شجرہ زیت مثل وی بود
و قرآن را بحبل تمثیل کردہ شک نیست کہ حبل مثل قرآن
نیست بلکہ مثالے از و است و عالم منام عالم مثال
است و کیفیت رویت پیغمبر نیز ہمین طریق بود و تمام
تحقیق این کلام از بعضے رسائل امام حجۃ الاسلام باید طلبید
واللہ الموفق و در جواز رویت سبحانہ تعالیٰ در دنیا بہ بصر
دو قول اند و استاد ابو القاسم قشیری صاحب
رسالہ فرمودہ است کہ قول صحیح عدم جواز است این
سخن در جواز امکان او ست ولیکن عدم وقوع و تحقیق
آن در غیر آنحضرت را در شب معراج متفق علیہ است و
اجماع محدثین و فقہا و متکلمین و مشائخ طریقت است کہ
اولیا را حاصل نیست و تعرف میگوید کہ ہیچ یکے از مشائخ
ندانم کہ ادعاے آن کردہ باشد و ازہیچ یکے حکایت آن
بصحت نرسیدہ مگر طائفہ جاہل کہ ایشان از کسے نشناسند
و مشائخ اتفاق دارند بر تضلیل مدعی و تکذیب او
و گفتہ کہ ادعاے آن علامت عدم معرفت
حق است و ہرکہ این دعوے کند بہ حقیقت خدا
را نشناختہ باشد و شیخ علاء الدین قونوی در شرح
تعرف میگوید کہ اگر از کسے معتبر نقل آن بصحت رسید

فرمایا کہ اُسکے نور کی مثال مثل طاق کے ہے کہ اُسمین
چراغ ہو اور چراغ شیشہ مین حالانکہ وہ اس سے منزہ ہے
کہ مصباح و زجاجہ و مشکوٰۃ و شجر و زیت اُسکی مثل ہو
اسیطرح قرآن شریف کی تمثیل حبل یعنی رسی سے دی
حالانکہ رسی مثل قرآن نہین بلکہ اُسکی ایک مثال ہے اور عالم
خواب عالم مثال ہے اور رویت پیغمبر صلعم کی کیفیت بھی
اسیطرح ہوگی اس کلام کی پوری تحقیق بعض رسائل امام
حجۃ الاسلام مین دیکھنا چاہیے! یہ امر کہ حق سبحانہ کا دیدار
انہین آنکھونسے دنیا مین ہوسکتا ہے یا نہین اسمین دو
قول ہین استاد ابو القاسم قشیری صاحب رسالہ قشیریہ
کے نزدیک قول صحیح عدم جواز ہے اور یہ بات اُسکے جواز
امکان مین ہے لیکن اُسکا عدم وقوع کسی کے لیے سوائے
آنحضرت صلعم کے شب معراج مین متفق علیہ ہے اور متکلمین
و محدثین و فقہا و مشائخ طریقت کا اِسپر اتفاق ہے کہ
اولیا اللہ کو یہ بات حاصل نہین تعرف مین ہے کہ اپنے
مشائخ سے کسیکو اس بات کا دعوی کرتے نہین سنا اور نہ انکی
ایسی کوئی حکایت حد صحت کو پہنچی مگر جاہل گروہ جنکو کوئی نہین
جانتا اور مشائخ ایسے مدعی کی تضلیل و تکذیب پر متفق ہین
اور کہتے ہین کہ ایسا دعوی دلیل عدم معرفت حق ہے جو یہ دعوا
کرے وہ حقیقتاً خدا شناس نہین شیخ علاء الدین قونوی
شرح تعرف مین لکھتے ہین کہ اگر کسی معتبر بزرگ سے ایسی حکایت پایۂ صحت
و ثبوت کو پہنچے

تاویلش باید کرد واللہ اعلم وعلمہ احکم۔

فصل سوم بالجملہ رویت عنایت الٰہی است

و در و واجب نیست اجتماع شرائط و عنایت الٰہی
خروج این را از تحت قدرت بوجود شرائط موقوف
نداشتہ لہذا چیزے از شرائط واجب نیست چنانچہ در
امور روزانہ ہمچنین دیدہ میشود کہ گاہے عطا بے حیثیت و
خدمت میشود پس دفع گردید اعتراض معتزلہ از عقلیات
و اما آنچہ در قرآن مجید وارد شدہ کہ لا تدرکہ
الابصار مراد از ابصار چشمہائے کفار اند و قطع نظر ازین میتواند بود

تو اسکی تاویل کرنا چاہیئے[1]۔ واللہ اعلم وعلمہ احکم۔

تیسری فصل بالجملہ رویت ایک عنایت الٰہی ہی

جسمین اجتماع شرائط واجب نہین ورنہ عنایت الٰہی شرائط
کے وجود پر موقوف ہی لہذا اسکے لئے کوئی شرط واجب
نہین جیسا کہ روزانہ کے امور مین دیکھا جاتا ہے کہ
کبھی عطا بلا حیثیت و خدمت بھی ہوتی ہے پس
اعتراض معتزلہ جو عقلی ہے دفع ہو گیا۔ اب یہ جو
قرآن شریف مین ہی کہ اسکا ادراک بصارتین نہین
کر سکتین ان ابصار سے ابصار کفار مراد ہین علاوہ اسکے یہ بھی ہو سکتا ہے

[1] جاننا چاہیئے کہ یہ کل بحث مشاہدۂ ذات بلا حجاب کے بارہ مین ہی ورنہ تجلی حق مظاہر مین آیات و احادیث قطعی ثابت ہی اور انبیا علیہم السلام و اولیائے کرام کو برابر اس سے حصہ حاصل ہوا اور ہوتا رہتا ہی جیسا کہ کلام مجید مین ہی کہ [?] درخت سے موسیٰ کو آواز دی کہ انی انا اللہ لا الٰہ الا انا اور یہی تجلی مظاہر مین حضرات صوفیہ کے مشہور مسئلہ توحید وجودی کی روح ہی کیونکہ موجودیت اشیائے عالم کی حقیقتاً غیر اسکے کچھ نہین کہ حضرت حق نے مطابق استعداد اعیان ثابتہ فی العلم کے تجلی اظہاری فی الخارج فرمائی ہے اور اس تجلی ذاتی سے ہر ذرہ اپنے شاکلہ مین انا ولا غیری کا دم مار رہا ہے پس کوئی شخص کسی چیز کو عالم مین نہین دیکھتا ہے مگر یہ کہ ذات حق بقدر استعداد اسکے اس شاکلہ کے مشاہدہ مین آتی ہے اور یہ منافی آیۂ کریمہ لا تدرکہ الابصار وھو یدرک الابصار کے نہین کیونکہ مسئلۂ وحدت الوجود کی رو سے رائی اور مرئی و رویت یہ تینون چیزین ایک ہین اور یہی فردیت حضرت وجود کی ہے پس دیکھنے والا بحیثیت رائی ہونے کے شئے مرئی سے مافوق ہوجاتا ہے۔ لہذا ذات باوجود تجلی فی العالم کے من حیث الذات رویت سے ماوراء ہے کیونکہ رویت ایک صفت ہے نہ کہ ذات لیکن ذات کو صفت کے ساتھ ایک ایسی نسبت ذاتی ہے کہ کسی صفت کا وجود و ظہور بلا ذات کے ممکن نہین اور وجود من حیث الوجود ذات کا وجود ہے پس یہ کہنا کہ ذات دیکھی نہین جا سکتی اور یہ کہنا کہ بجز ذات کے کوئی شئے مشاہدہ مین نہین آتی ان دونون کے ایک معنی ہین کیونکہ مدرک باوجود اپنے ادراک اور شئے مدرکہ دونون کے عین ہونے کے نفس ذات مین دونون سے ماورا رہتا ہے خصوصاً جبکہ اپنا ادراک آپ کرے پس یہ کل بیانات مندرجہ کتاب حضرات محدثین وغیرہم کے رویت ذات من حیث الذات سے متعلق ہین نہ رویت ذات فی الصفات و فی التجلیات سے اور یہی معنی ذات مین تجلی ممنوع ہونے کے ہین کہ مشاہدہ [illegible] فی العین مین بوجہ عینیت کی رویت کی گنجایش نہین۔ وھذا لا یخفے علے من لہ قلب سلیم ۱۲ مترجم

که معنی آیت چنین بود که لا تدرکه الابصار علی
وجه الاحاطة بجوانب المرئی فی عموم

الاحوال والاوقات پس این آیت مفید عموم
نفی است نه نفی عام وادراک مطلق و یاد دارم که
حضرت استادی هنگام قرأت شرح عقائد در
اثنای این بیان ارشاد فرموده بودند که در آیه کریمه
معنی اول بنظر تحقیقی تحقیقی وغیر تاویلی اند پس دفع گردید
اعتراض معتزله از نقلیات نیز واما آنچه که قوم موسی
بسوال رویت پیش آمد آن بوجه عناد و تعنت قوم
بود در طلب شان نه آنکه رویت فی ذاتها ممتنع
ورنه موسی علیه السلام ضرور منع میفرمود و خود چرا طالب ممتنع
میشد و عدم منع موسی علیه السلام مشعر است بآنکه رویت
بجد ممکن است وازینجاست اختلاف بر رویت
حضرت صلعم عائشه صدیقه رض میفرمایند هرکه گوید که
آنحضرت خدا را دید دروغ گفت و دلیل می آرند همین
آیت لا تدرکه الابصار را واکثر صحابه مخالف
این دلیل اند و مقرر است که قولیکه دران صحابه
مختلف بوند آن قول قابل حجت نیست امام نووی
از قول ابن جریر میفرماید که گفت عائشه رض نفی رویت
از حدیث مرفوع نه کرده اگر حدیث مرفوع او شان را
معلوم میشد البته بیان واقعی میفرمودند [illegible]

کہ اس آیت کے معنی اس طرح ہون کہ اسکا ادراک بصارتین
اس طرح نہین کرسکتین کہ جسطرح عام حالات و اوقات

مین اس چیز کو دیکھکر اسکا احاطہ کرلیتی ہین تو یہ آیت
عموم نفی کو مفید ہے نہ نفی عام و ادراک مطلق کی مجھکو یاد
ہے کہ میرے حضرت استاد نے شرح عقائد پڑھاتے وقت
اس بیان کی اثنا مین مجھسے فرمایا تھا کہ آیہ کریمہ مین بنظر
تحقیق معنی اول تحقیقی و غیر تاویلی ہین پس اعتراض معتزلہ
نقلیات سے بھی دفع ہوگیا اور حضرت موسی علیہ السلام کی قوم کو سوال رویت
مین جو کچھ پیش آیا وہ بسبب انکے طلب مین سختی کرنیکے ہوا نہ یہ کہ
رویت فی ذاتہا منع تھی اگر ایسا ہوتا تو حضرت موسی علیہ السلام
ضرور منع فرماتے اور خود ایسی ممتنع چیز کی طالب ہوتے
حضرت موسی کا منع نہ کرنا خود اسکا مشعر ہے کہ رویت بکمال
ممکن ہے اور یہین سے آنحضرت صلعم کی رویت مین اختلاف
حضرت عائشہ صدیقہ رض فرماتی ہین کہ جو شخص یہ کہے کہ آنحضرت
صلعم نے خدا کو دیکھا اسنے جھوٹ کہا اور وہ اسی آیت
لا تدرکہ الابصار کو دلیل مین پیش کرتی ہین اور اکثر صحابہ
اس دلیل کی مخالف ہین اور یہ امر مقرر ہے کہ جس قول مین صحابہ
مختلف ہون وہ قول قابل حجت نہین امام نووی بسند قول
ابن جریر فرماتی ہین کہ قول حضرت عائشہ کی نفی رویت
حدیث مرفوع سے نہین کی اگر کوئی حدیث مرفوع
[illegible] معلوم ہوتی تو ضرور بیان فرماتین تفسیر شاہی مین [illegible]

که در آیت نفی ادراک است نه نفی رویت و معنی ادراک
واقف شدن بر جوانب حدود شئ مرئی است
و رویت دریافت کردن شئ است به بصر پس از
نفی ادراک نفی رویت لازم نمی آید و مراد از ابصار
ابصار کفار اند چنانکه از استاد بالا نقل کردم انس رض
و ابن عباس و حسن و عکرمه رضی الله عنهم قائل اند که
آنحضرت بچشم خود خدا را دید چنانچه ترمذی از عکرمه
روایت میکند که گفت ابن عباس دید آنحضرت پروردگار
خود را بچشم سر من گفتم فرستادم که لیس حق لا تدرکه
الابصار چرا فرمود ابن عباس گفت که ای وای
بر فهم تو این آنوقت فرمود که حضرت حق بنور ذات
تجلی فرماید و ابن عمر از ابن عباس گفته فرستاد
که آنحضرت رب خود را در معراج دید یا نه گفت
ابن عباس که آری و بعد از آن ابن عباس گفت
که حق خلت ابراهیم را داد و کلام موسی را و رویت
محمد صلعم را کذا فی المعالم و ابی ذر روایت میکند
که پرسیدم از رسول الله که آیا دیدی پروردگار
خود را فرمود که یکبار لاریب دیدم و اکثر ملاحظه کنانیده شده
شدم و مروزی از امام احمد گفت که عائشه رض میفرما
ید که گفت آنحضرت رب خود را دید افترا کرد بر خدا
پس این کلام چگونه دفع کرده شود امام فرمود

کہ آیت میں نفی ادراک ہے نہ نفی رویت اور ادراک کے
معنی یہ ہیں کہ شئ مرئی کے حدود و جوانب سے واقف ہونا اور
رویت کہتے ہیں کسی شئ کے بصر سے دریافت کرنیکو پس
نفی ادراک سے نفی رویت لازم نہیں آتی اور ابصار سے
ابصار کفار مراد ہیں جیسا کہ میں نے استاد سے اوپر نقل کیا
حضرت انس و ابن عباس و حسن و عکرمہ رضی اللہ عنہم اسکے
قائل ہیں کہ آنحضرت صلعم نے اپنی آنکھ سے خدا کو دیکھا
چنانچہ ترمذی نے عکرمہ رض سے روایت کی ہے کہ حضرت
ابن عباس نے کہا کہ آنحضرت صلعم نے اپنے پروردگار کو
بچشم سر دیکھا جب میں نے یہ سنا تو انکے پاس کہلا بھیجا کہ پھر خدائے
تعالے لا تدرکہ الابصار کیوں فرمایا حضرت ابن عباس نے
نے کہا کہ تمہاری سمجھ پر افسوس یہ ارشاد اسوقت کے لئے ہے جب
حضرت حق بنور ذات تجلی فرمائے حضرت ابن عمر نے حضرت
ابن عباس سے پوچھا کہ آنحضرت نے معراج میں اپنے پروردگار
دیکھا تھا یا نہیں انہوں نے کہا کہ ہاں پھر کہا کہ حق نے خلت
ابراہیم کو اور کلام موسے کو اور رویت محمد صلعم کو عطا کی
جیسا کہ معالم میں ہے اور ابی ذر سے مروی ہے کہ انہوں نے پوچھا
کہ یا رسول اللہ کیا آپنے پروردگار کو دیکھا فرمایا بیشک ایکبار
میں نے اسکو دیکھا اور اسنے مجھے کہلایا مروزی نے حضرت امام احمد سے
کہا کہ حضرت عائشہ رض نے فرمایا کہ جسنے یہ کہا کہ آنحضرت نے اپنے رب کو دیکھا
اسنے خدا پر بہتان کیا تو یہ قول کیسے دفع ہوسکتا ہے امام نے فرمایا

از قول نبوی که رأیت ربّی و قول نبوی بالاتر است
از قول عائشه کذا فی المواهب و در شفای قاضی عیاض
است که نقاش از امام احمد حکایت میکند که امام میفرمایند
که من بمعانه حدیث ابن عباس میگویم که حضرت صلعم
خدا را بچشم سر دیده است این کلام را چندان تکرار فرمود
که زبان او خاموش شد و از امام ابو الحسن اشعری و امام
حسن بصری مروی است که قسم خورده گفته که آنحضرت
پروردگار خود را دیده است و اکثر صحابه بر همین متفق اند
و همین مذهب عروه ابن زبیر و کعب احبار و زهری
و تمام صحابه و تابعین و تبع تابعین است رضوان الله
علیهم اجمعین و مسلم ابو العالیه او از ابن عباس در تفسیر
ما کذب الفؤاد ما رأی نقل میکند که آنحضرت
(نہ جھوٹ بولا قلب اُس چیز مین جسکو دیکھا ۱۲)
حق را دو بار بدیدهٔ دل هم دیده و طبرانی میگوید که یکبار
از دیدهٔ دل و بار دوم از دیدهٔ سر دیده همچنین اختلاف
است در معراج خواب یا بیداری بعضی در بیداری
بروح و جسد قائل اند بعضی در خواب صرف بروح
اما آنانکه در خواب میگویند دلیل می آرند بقول عائشه
ما فقدت جسد رسول الله صلی الله علیه و سلم لیکن
این قول قابل استدلال نیست چرا که قصهٔ معراج
بروح و جسد در بیداری بروایت صحیحه قبل هجرت بود
و حضرت عائشه رض را همبستری در مدینه منوره نصیب شد

کہ خود آنحضرت صلعم کے اس ارشاد سے کہ میں نے اپنے پروردگار کو
دیکھا اور آپکا قول قول عائشہ رض سے بالاتر ہے جیسا کہ مواہب
مین ہے اور شفای قاضی عیاض مین ہے کہ نقاش حضرت
امام احمد سے حکایت کرتے ہین کہ انھون نے فرمایا کہ مین
ابن عباس کی حدیث دیکھکر کہتا ہون کہ آنحضرت صلعم نے
خدا کو چشم سر دیکھا ہے اور اس بات کی اسقدر تکرار فرمائی
کہ کہتے کہتے تھک گئے امام ابو الحسن اشعری و امام حسن بصری سے
مروی ہے کہ ان دونون نے قسم کھا کر کہا کہ آنحضرت نے اپنے
پروردگار کو دیکھا ہے اور اکثر صحابہ اسی پر متفق ہین اور یہی مذہب
عروہ ابن زبیر و کعب احبار و زہری اور تمام صحابہ [illegible]
و تبع تابعین کا ہے مسلم ابو العالیہ سے اور وہ حضرت ابن عباس سے
آیۃ ما کذب الفؤاد کی تفسیر مین نقل کرتے ہین کہ آنحضرت
صلعم نے دیدۂ دل سے دو بار حق تعالی کو دیکھا ہے
اور طبرانی کے نزدیک ایکبار دیدۂ دل اور دوسری بار دیدۂ سر
سے دیکھا ہے۔ اسیطرح معراج کے متعلق بھی اختلاف ہے
کہ بیداری مین ہوی یا خواب مین بعضی بیداری مین روح و جسم
ساتھ قائل ہین اور بعضی خواب مین صرف روحی معراج کے
جو لوگ معراج خوابی کے قائل ہین وہ حضرت عائشہ کا اس قول
پیش کرتے ہین کہ رسول اللہ کا جسم گم نہین ہوا اسکا جواب یہ ہے کہ یہ قول قابل استدلال
نہین کیونکہ قصہ معراج روحی و جسدی بیداری مین بروایت صحیح قبل ہجرت
واقع ہوا اور حضرت عائشہ کو ہمبستری مدینہ منورہ مین نصیب ہوی

شاید معراج روحی هم در مدینه بحالت خواب بوده باشد
که ایشان حکایت ازان میکنند و راوی این روایت
عائشه رض غالب نمیشود بر روایت آنها که این معامله
دیده اند و بطریق مشاهده بیان کرده اند کذا فی المدارج
و در شرح عقاید است که والمعنی ما فقد جسده
عن الروح بل کان معه روحه و جواب قول
انس رض که مقوی قول قائلین معراج روحیست صاف
ظاهر است که انس مشاهده معراج نکرده و نه از حضرت
شنفت چه معراج قبل هجرت بود و انس بشرف
خدمت حضرت بعد هجرت مشرف شده اند بعضے
دلیل معراج خوابی آیه کریمه مے آرند وما جعلنا
الرؤیا التی اریناک الا فتنة للناس الآیه
آیه در حال معراج نازل شده شیخ بدرالدین زرکشی
از جریری و امام مالک نقل میکنند که رؤیا بمعنی دیدن
چشم نمی آید جواب اینکه این حجت ناتمام است چه رؤیا
بمعنی رؤیت بصر هم آمده است چنانکه قریب و قربی
فی رسالة المعراجیة للرازی ان الرؤیا
هی الرؤیة یقال رأی بصره رؤیة و رؤیا و اذا
کان الرؤیا والرؤیة واحد فی المعنی
فلا ینبغی للخصم فیه حجة بل نقول هذه

ممکن ہے کہ معراج روحی مدینہ میں بھی خواب میں ہوئی ہو
جسکی وہ حکایت کرتی ہیں علاوہ اسکے حضرت عائشہ
کی روایت اُن لوگوں کی روایت پر جنہوں نے یہ معاملہ
دیکھا اور بطریق مشاہدہ بیان کیا ہے غالب نہیں ہو سکتی
کذا فی المدارج شرح عقائد میں ہے کہ اسکے معنی یہ ہیں کہ آپکا
جسم روح سے جدا نہیں ہوا بلکہ آپکی روح کے ساتھ تھا اور
جواب قول انس رض کے مقوی قول قائلین معراج روحی ہے
صاف ظاہر ہے کہ انس رض نے مشاہدہ معراج نہیں کیا اور نہ
آنحضرت صلعم سے سنا کیونکہ معراج قبل ہجرت ہوئی تھی
اور انس رض آنحضرت کی شرف خدمت سے بعد ہجرت مشرف
ہوئے ہیں اور بعض معراج خوابی کی دلیل اس آیت کا لاتے ہیں
کہ وما جعلنا الرؤیا التی الخ اور یہ آیت حال معراج
میں نازل ہوئی شیخ بدرالدین زرکشی جریری اور امام مالک سے
نقل کرتے ہیں کہ رؤیا آنکھ سے دیکھنے کے معنی میں نہیں آیا ہے
اسکا جواب یہ ہے کہ یہ حجت ناتمام ہے کیونکہ رؤیا رؤیت
بصر کے معنی میں بھی آیا ہے جسطرح قریب و قربی رسالہ معراجیہ
امام رازی میں ہے کہ رؤیا سے مراد رؤیت ہے کہا جاتا ہے رأی
بصری رؤیة و رؤیا اور جب رؤیا اور رؤیت ایک معنی
ہوئے تو مخالف کے لئے اس میں حجت لائق
نہیں بلکہ ہم کہیں گے کہ یہ آیت قول معراج کی صحت پر
حجت ہے

؎ یعنی اس رؤیت کو جو تمکو دکھلائی آدمیوں کے لئے فتنہ کیا ہے ۱۲

الآیة حجة علی صحة القول بالمعراج لان هذه
تدل علی ان هذه الرؤیا صارت فتنة للناس
لان الیهود قد یری العرش والکرسی والجنة
والنار فی النوم فکیف یبعد ذلک من محمد صلعم
فعلمنا ان الفتنة انما وقعت لانه صلعم
ادعی رؤیتها فی الیقظة بالشخص وثبت
ان هذه الآیة تدل علی انه صلعم ادعی
حصول هذه الحالة فی الیقظة وکل ما
ادعاه فهو حق فثبت ان هذه الآیة دالة
علی صحة قولنا انتهی و ابن عباس درین آیت
رؤیا را تفسیر برؤیت بصر میفرمایند و پر ظاهر است که رؤیت
بصر فتنه و آزمایش است همان موجب انکار و کفر کفار
و باعث ازدیاد ایمان مومنان میشود ورنه در خواب
مقام انکار نه که خواب عادتی است که دیده میشود و بر تقدیر
تسلیم اینکه رؤیا بمعنی دیدن در خواب است نه به بصر این
از کجا ثابت شد که این آیت در قصه معراج نزول یافته
چرا که اهل تحقیق نزول این آیت را در قصه حدیبیه بیان کرده اند
و از رؤیا آن خواب مراد میگیرند که آنحضرت دیده بودند
که عمره ادا کردم و طواف خانه کعبه بجا آوردم الی آخر القصه
و کسانیکه میگویند که این آیت از سوره مکی است و قصه مدنی

اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ رؤیا لوگوں کے لئے فتنہ
ہو گئی کیونکہ یہود بھی عرش و کرسی و جنت و دوزخ
خواب میں دیکھتے تھے پس یہ امر رسول اللہ صلعم سے
کیا بعید ہے لہذا معلوم ہوا کہ سبب فتنہ یہ ہوا کہ رسول اللہ
صلعم نے بحالت بیداری اپنی رؤیت شخصی کا دعویٰ
کیا اور یہ ثابت ہے کہ یہ آیت اس امر پر دلالت
کرتی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے بیداری میں اس
حالت کے حصول کا دعویٰ کیا اور جس چیز کا دعویٰ
آپ نے کیا وہ حق ہے لہذا ثابت ہوا کہ یہ آیت ہمارے
صحت قول پر دلالت کرتی ہے انتہی حضرت ابن عباس
اس آیت میں رؤیا کی تفسیر رؤیت بصر سے فرماتے ہیں
اور یہ ظاہر ہے کہ رؤیت بصر فتنہ و آزمایش ہے اور وہی
سبب انکار و کفر کفار اور باعث ازدیاد ایمان مومنین بھی
ورنہ خواب میں انکار کی وجہ نہیں کیونکہ خواب عادتاً
دیکھا جاتا ہے اور اگر یہ بھی مان لیا جائے کہ رؤیا کے معنی خواب میں
دیکھنے کے ہیں نہ آنکھ سے دیکھنے کے تو بھی یہ کہاں سے
ثابت ہوا کہ آیت معراج کے قصہ میں نازل ہوئی کیونکہ
اہل تحقیق کہتے ہیں کہ یہ آیت قصہ حدیبیہ[1] میں نازل ہوئی اور رؤیا سے خواب
مراد لیتے ہیں جو آنحضرت صلعم نے دیکھا تھا کہ میں نے عمرہ ادا کیا اور طواف
خانہ کعبہ کیا تا آخر قصہ اور جو لوگ کہتے ہیں کہ یہ آیت مکی سورہ کی ہے اور قصہ مدنی

[1] حدیبیہ ایک گاؤں ہے مکہ معظمہ سے تقریباً دو کوس ۱۲

لہذا تردد است پس رفع تردد میشود کہ خواب آنحضرت
در مکہ دیدہ باشند و ہنگام تشریف آوری بمدینہ
ہمونجا بیان فرمودہ و ابو العباس قرطبی میفرماید کہ
از رویا رویت عین است فی قصۃ نزول
جبرئیل سید والی آخر ما وقع ماگراز رویا خواب
ہم مراد گردد میتواند چہ کہ ممکن است کہ آنحضرت این
معاملہ را در خواب ہم دیدہ باشند کہ در جنگ بدر
بچشم ظاہر مشاہدہ فرمودہ و وجوہ معقولہ منکرین نیز
چند اند اول آنکہ جسد ثقیل است کائن الفساد پس
صعودش بسوی سموات و عرش چسان معقول شود
جوابش اینکہ مرویست کہ آنحضرت بعد مراجعت
چون خبر داد اہل مکہ را بدان ابوجہل گفت تا حال
میگفتی کہ جبرئیل از آسمان بما مے آید و ما تصدیق تو
نمیکردیم اکنون بہ رفتن خود میگوئی و آنہم در ساعتے
پس چگونہ تصدیقت کنیم و برفت پیش صدیق اکبر
و گفت نمیگفتم ترا کہ (معاذ اللہ) صاحب تو کاذب
است و نمیگفتم کہ پرہیز اندر ز ہمہ تلخ ما نہ پذیرفتی آنہا
چہ میتوانی گفت کہ قطعاً کذبش ظاہر شد ابوبکر
پرسید کہ از چہ گفت کہ میگوید شب گذشتہ با سمان
رفتم و گردیدم در جنان و دوزخ و رجوع کردم و در

اِسلئے تردد ہوتا ہی تو وہ بہی یون رفع ہوتا ہی کہ آنحضرت
صلعم نے خواب مکہ مین دیکہا اور مدینہ مین تشریف لاکر
بیان فرمایا ہو ابو العباس قرطبی کہتی ہین کہ اِس قصہ
مین جو بدر[1] مین نزول جبرئیل کا ہی رویا سے رویت
عین مراد ہی اور اگر رویا سے خواب بہی مراد لین تو
ہو سکتا ہی کیونکہ ممکن ہی کہ آنحضرت صلعم نے یہ معاملہ
خواب مین بہی دیکہا ہو جو جنگ بدر مین آنکہ سے ملاحظہ فرمایا
اور وجوہ معقولہ منکرین بہی کئی ہین اول یہ کہ جسم ثقیل
کائن الفساد ہی[موجود حادث ۱۲] اُسکا صعود آسمان و عرش پر کیسی ہو سکتا ہی
اِسکا جواب یہ ہی کہ آنحضرت صلعم نے جب واپس تشریف
لاکر یہ خبر اہل مکہ کو دی تو ابوجہل نے کہا کہ ابتک تو
تم کہتے تھے کہ آسمان سے جبرئیل میرے پاس آتے ہین
اور ہم اُسی کو نہین مانتے تھے تو اب جو تم اپنے جانے
کی بابت کہہ رہی ہو اور وہ بہی ایک گہڑی مین اسکو
کیسے مان لین۔ پہر وہ حضرت صدیق اکبر کے پاس
جا کر کہنے لگا کہ مین تُمسے نہین کہتا تہا (معاذ اللہ) تمہارا آقا
جہوٹا ہی ایسے شخص سے پرہیز کرو تمنے میری نصیحت نہ مانی
اب کیا کہہ سکتی ہو اُسکا جہوٹ تو ظاہر ہو گیا حضرت
ابوبکر نے پوچہا کہ کس بات سے جہوٹ ظاہر ہوا کہنے لگا کہ وہ
کہتے ہین کہ مین شب گذشتہ آسمان پر گیا اور جنت و دوزخ کی سیر

[1] بدر اُس مقام کا نام ہی جہان کنارستہ اور رسول اللہ صلعم سے ۲ھ مین لڑائی ہوئی ۱۲

ساعت واحد ابوبکر رضی الله عنه فرمود که اگر فرموده است
راست است و حاشا ابوبکر صدیق ابی جهل جاهل را
تصدیق نکرده بل رسول الله را و برفت پیش آنحضرت
و ازین خبر خبر باز جست آنحضرت فرمود که آیا راست
بے کاست خواہی دانست و عقل جزوی را دخل
نخواہی داد عرض کرد که چرا نه تصدیق خواهم کرد که
هرگاه حق تعالی قادر است بر اهباط جبرئیل از آسمان
بر زمین با اینهمه که او روحانی است هبوط نمیتواند
پس اگر ترا بر آسمان برد چه محال باشد آنحضرت
با ابوبکر همدرین قیل و قال بود که بیاورد جبرئیل علیه السلام
والذی جاء بالصدق وصدق به پس
جائی بالصدق آنحضرت شد و الذی صدق
ابوبکر صدیق ازان روز صدیق نام یافت شبهه
دوم اینکه اینقدر مسافت طویله چگونه ممکن است که
قطع شود درین مدت قلیله جوابش بوجوه اینکه اولاً
چنانکه نزول جبرئیل از اعلی السموات در زمانه قلیله بعید
نیست همچنین صعود آنحضرت چسان بعید میتواند
ثانیاً آنکه در علم هندسه ثابت شده که نسبت قطر
بسوے دور همچو نسبت واحد است به ثلاثه

اور ایک ساعت مین لوٹ آیا حضرت ابوبکر نے فرمایا کہ اگر
اُنہون نے یہ فرمایا ہے تو سچ ہے اور اسیطرح اُنہون نے ابوجہل جاہل کی
بات نہ مانی بلکہ رسول اللہ صلعم کی تصدیق کی اور آپکی
خدمت مین حاضر ہوکر دریافت کیا آنحضرت صلعم نے
فرمایا کیا آیا بے کم و کاست سچ سمجھو گے اور عقلِ جزوی کو
دخل تو نہ دوگے اُنہون نے عرض کیا کہ مین تصدیق کیون
نکرونگا حالانکہ یہ جانتا ہون کہ خداوند تعالی جبرئیل کو
آسمان سے زمین پر اُتارنے مین قادر ہے باینہمہ کہ وہ روحانی
ہین اور اُتر نہین سکتے پس اگر ہمی آپکو آسمان پر لگیا تو
کیا دشوار ہوا آنحضرت صلعم حضرت ابوبکر سے یہ باتین
کر رہے تھے کہ حضرت جبرئیل اُترے اور یہ آیت لائے کہ والذی[1]
جاء بالصدق پس جائی بالصدق آنحضرت صلعم
ہوے اور والذی صدق ابوبکر صدیق - اُسی روز سے
اُنکا نام صدیق ہوگیا - دوسرا شبہہ یہ کہ اتنی بڑی مسافت
ایسی کم مدت مین کیسے قطع ہوئی اِسکا جواب کئی طرح سے ہے
اول یہ کہ جسطرح حضرت جبرئیل کا اُترنا اعلی سموات سے کم مدت
مین بعید نہین اِسیطرح آپکا صعود کیسے بعید ہوسکتا ہے
دوسرے یہ کہ علم ہندسہ سے یہ امر ثابت ہے کہ قطر[2] کی نسبت
دور کے ساتھ ویسی ہے کہ جیسے ایک کی نسبت تین

[1] اور وہ شخص کہ سچائی کے ساتھ آیا اور اُسکی تصدیق کی ۱۲ [2] قطر باصطلاح علم ہندسہ و ہیئت اُس خط کو کہتے ہین جو درمیانِ دائرہ کھینچا جائے اِس طرح کہ وہ خط مرکز اور دائرہ پر گذر کر دائرہ کو نصف نصف کردے ۱۲ مترجم

وسبعة پس نسبتِ آن نصف قطر است به نصف دور
و این نسبت بعینها همچنانست و فلک از اول تا آخر
شب میگردد به نصف دور و صعود نبوی از مکه تا فوق
سما باشد ثلثا نصف الدور او اقل و برین تقدیر خواهد بود
دلیل متبع للنزول والصعود۔ ثالثاً آنکه کرهٔ شمس مثل
کرهٔ ارض است یکصد و شصت و سه مرة و این کره طالع
میشود در زمان قلیل پس چگونه صعود آنحضرت در زمان
قلیل بعید باشد۔ رابعاً قصهٔ بلقیس آوردنِ تختِ او
در طرفة العین منقول است بوجه علمِ کتاب بودن مر او را
پس آنحضرت که عالم قرآن مجید بود چسان ازین کم نسبت میتواند
خامساً آنکه حق تعالی ابلیس را طاقت آن داده است که
نقل میکند از مشرق و مغرب در کمتر از لمحه بهرِ اغوا و سوء
پس شانِ نبوی را چه توان کرد و گفت که آن خیر الخلائق را
است۔ سادساً آنکه مشهور است که بیننده نمی بیند آفتاب را
مگر وقتِ خروج شعاعِ بصری و اتصالش بوی پس
لازم است بر اوشان که بگویند که هرگاه بگشائیم چشم را
و بینیم زحل را پس برود شعاعِ بصر دران لحظه لطیفه از
عین رائی بسوی فلکِ زحل و نزد وی بیاید و این میتوانند
لاجرم آنحضرت چسان نروند در زمانِ قلیل بفوقِ سموات
سابعاً آنکه او تعالی معراجِ ابراهیمی بیان فرمود که وکذلک نری
ابراهیم ملکوت السموات والارض پس هرگاه

اور سات کے بیاتہ پس اُسکی نسبت نصف قطر ہی نصف دور کے
ساتہ اور یہ نسبت بعینہا ایسی ہی ہی اور اول سے آخر شب تک
آسمان بہ نصف دور گہومتا ہی اور صعود نبوی مکہ سے آسمان
کے اوپر تک نصف دور کا دو ثلث ہوگا یا کم اور اِس
صورت مین دلیل متبع نزول وصعود کی ہوگی تیسری یہ کہ
کرۂ شمس کرۂ ارض کا ترسٹھ گنا ہی اور یہ کرہ بہت ہی
تہوڑی مدت مین طلوع ہوتا ہی لہذا آنحضرت کا صعود
زمان قلیل مین کیسے بعید ہو سکتا ہی۔ چوتہی یہ کہ قصہ بلقیس مین
جو ایک لمحہ مین تخت لانیکا ذکر ہی بوجہ اُنکو علم کتاب ہونیکے
تو آنحضرت صلعم جو عالم قرآن مجید تہے وہ اِس سے کم کیسے
ہو سکتے ہین۔ پانچوین یہ کہ حق تعالی نے ابلیس کو یہ طاقت
دی ہی کہ وہ گمراہ کرنے کے لئے ایک لمحہ مین مشرق سے
مغرب پہنچ جاتا ہی تو بہلا شانِ نبوی صلعم کے متعلق کیا
خیال کیا جا سکتا ہی جو خیر الخلائق ہی۔ چہٹی یہ کہ مشہور ہی کہ
دیکہنے والا آفتاب کو اُسوقت تک نہین دیکہتا جبتک نظر
آنکہ سے نکلکر آفتاب سے مل نہین جاتی پس اُنپر یہ کہنا لازم ہی کہ جب
ہم آنکہ کہولکر زحل کو دیکہتے ہین تو نظر فوراً فلکِ زحل تک جاکر واپس
آجاتی ہی اور جب یہ ہو سکتا ہی تو پہر آنحضرت صلعم آسمانوں پر
تہوڑی مدت مین اسطرح کیسے نہین جا سکتے تہے۔ ساتوین یہ کہ
حق تعالی نے معراجِ ابراہیمی کے متعلق فرمایا کہ اور ایسے ہی
ابراہیم کو ملکوت آسمان و زمین دکہایا۔ جب حضرت

قوی گردانید ابراہیم را که دیدند جمیع ملکوت چرا جائز نبود
که آنحضرت را آنمایه نیز و کرامت فرماید که در یکدم با ماکن
بعید تشریف برند - شبهه دیگر اینکه این واقعه در روز چرا
نشد جوابش آنکه شان او تعالی شانه نیست که یفعل ما
یشاء و یحکم ما یرید - و این حالت اگر بروز
بیشد تمیز صدیق از زندیق چگونه مے گشت - شبهه آخر لازم
می آید که در جرم آسمان فطور بیشد جوابش آنکه مر آسمان را
بابها اند که کشاده میشوند باری و بند میشوند و حکمت معراج
آنست که روح و جسد مثل متضادین اند چه که روح سماویه
علویه نورانیه است و بدن کثیف ظلمانی سفلی و اکثر
بر خلق غالب است کثافت بدن و ظلمت فلاجرم
القیت ارواحهم فی الاجساد و لیکن حضرت
صلعم را روح غالب بود فلهذا چون صعود کرد روح
تابع آن شد جسد پس باید دانست که خلق تا نمیرند
از ثقل جسد خلاص نشوند اما محمد صلعم ہم درین حیات
از کدورت جسد رستگاری دارد و لہذا حاصل شد او را
در دنیا آنچه دیگران را در آخرت باشد وبهذا [illegible]
ظهر حیوته کانت موتا فلهذا قال انک
میت فلما کانت موتها کان شرفها عند
جمیع الاجساد و کان نوراً محضاً صرفاً والیه

جب حضرت ابراہیم کو کل ملکوت[1] دیکھنے کی قوت دیگئی
تو کیا یہ ممکن نہین کہ آنحضرت صلعم کو بھی ویسی ہی قوت
عطا فرمائی ہو جس سے آپ ایک گھڑی مین اماکن بعیدہ (دور دراز)
تشریف لیگئے ہون دوسرا شبہہ یہ کہ یہ واقعہ دن مین
کیون نہین ہوا اسکا جواب یہ ہے کہ خداوند تعالی کی شان
یہ ہے کہ جو چاہتا ہے کرتا ہے اور جس چیز کا ارادہ کرتا ہے اُسکا
حکم کرتا ہے یہ واقعہ اگر دن مین ہوتا تو صدیق کی زندیق سے
تمیز کیسے ہوتی ایک اور شبہہ یہ لازم آتا ہے کہ جرم آسمان مین فطور ہوتا اسکا جواب
یہ ہے کہ آسمانون مین بھی دروازہ ہین جو کھلتے اور بند ہوتے ہین اور حکمت معراج
یہ ہے کہ روح و جسم مثل دو متضاد کے ہین کیونکہ روح سماوی علوی
و نورانی ہے اور بدن کثیف ظلمانی سفلی اور اکثر وہ پر کثافت ظلمت
جسم غالب ہے اسلئے انکی روحین جسمون مین پھنسی پڑی ہوئی ہین
مگر آنحضرت صلعم کی روح مبارک غالب تھی اسلئے جب آپکی روح
مبارک نے صعود فرمایا تو جسم اسکا تابع ہوگیا اور آدمی جبتک
مرتا نہین جسم کے ثقل سے نجات نہین پاتا مگر آنحضرت صلعم اسی
زندگی مین کدورت جسمانی سے پاک تھے اسلئے آپکو اسی دنیا مین
وہ حاصل ہوا تھا جو اورونکو آخرت مین ہوگا اور اسیطرح
ظاہر ہوئی آپکی حیات جو موت تھی اسی لئے فرمایا کہ تو مردہ ہے
پس جب آپکی موت ہوئی تو اور اجساد کی موت پر اُسکا شرف
ہوا اور آپ نور محض صرف تھے اور اسی طرف

[1] ملکوت اصطلاح صوفیہ مین عالم معانی و عالم ارواح کو کہتے ہین ۱۲

الاشارة بقوله اول ما خلق الله نوری
وقال لست کاحد کم انی ابیت عند ربی
یطعمنی ویسقینی وتنام عینانی ولا ینام
قلبی فالحاصل ان آثار الروحانیة کانت
غالبة فی حقه وآثار الجسمانیة مغلوبة
فلهذا السبب حصل ذلك الاسراء هذا
وباقی بسط اگر خواهی در رساله معراجیه امام رازی ومنهاج
العلوی الی معراج النبوی ملا علی قاری باید دید وبدانکه
جمهور سلف وخلف یقین کلی دارند برانیکه تمام سیر وعروج
آنحضرت از ابتدا تا انتها بروح وجسد در بیداری شد چنانچه
ابن عباس وجابر وانس وحذیفه وعمر ابن الخطاب وابی هریرة
ومالک ابن صعصعه وابن مسعود وغیرهم راهمین مذهب
است واز تابعین ضحاک وسعید ابن جبیر وقتاده وسعید
ابن المسیب وحسن وابراهیم ومسروق ومجاهد وعکرمه و
ابن جریح وغیره واز آیات قرآنیه واحادیث صحیحه دلیل
می آرند از انجمله آیه کریمه سبحان الذی اسریٰ بعبده
(پاک ہے وہ ذات جسنے سیر کرائی اپنے بندہ کو)
است واجماع است برانیکه مراد از عبد درین آیت آنحضرت
صلعم است ودرین آیت چند وجوه تعظیمی اند یکی آنکه دلالت
میکند برآنکه او تعالی مستحق تسبیح وتعظیم است در بودن
اینحالت عجیبه در یقظه وچون این را صله تسبیح خود گردانید
که سبحان الذی اسریٰ بعبده لامحاله این اسرا

آپکے اس ارشاد سے اشارہ ہے کہ پہلے جس چیز کو اللہ نے
پیدا کیا وہ میرا نور تھا اور فرمایا کہ میں تمہاری طرح
نہیں ہوں میں اپنے پروردگار کے پاس رہتا ہوں
جو مجھکو کھلاتا پلاتا ہے اور میری آنکھیں سوتی ہیں اور میرا قلب
نہیں سوتا خلاصہ یہ کہ آثار روحانیت آپ پر غالب تھے
اور آثار جسمانیت مغلوب اسی سبب سے آپکو یہ سیر حاصل ہوئی
زیادہ تفصیل اگر منظور ہو تو رسالہ معراجیہ امام رازی و
منہاج العلوی الی معراج النبوی ملا علی قاری دیکھنا
چاہیے جمہور سلف و خلف اسکا یقین رکھتے ہیں کہ آنحضرت
صلعم کو ابتدا سے انتہا تک تمامی سیر و عروج روح و جسم سے
بیداری میں ہوئی چنانچہ حضرت ابن عباس و جابر و انس و حذیفہ
و عمر بن الخطاب و ابی ہریرہ و مالک ابن صعصعہ و ابن مسعود
و غیرہم کا اور تابعین میں ضحاک و سعید ابن جبیر و قتادہ
و سعید ابن المسیب و حسن و ابراہیم و مسروق و مجاہد و عکرمہ
و ابن جریح و غیرہم کا بھی یہی مذہب ہے اور وہ آیات قرآنیہ
و احادیث صحیحہ سے دلیل لاتے ہیں از انجملہ آیہ کریمہ سبحان
الذی اسریٰ الخ ہے اور اسپر اتفاق ہے کہ اس آیت میں عبد سے
آنحضرت صلعم مراد ہیں اور اس آیت میں چند تعظیمی وجوہ ہیں
اول یہ کہ جناب باری مستحق تعظیم و تسبیح ہے کیونکہ ایسی
عجیب بات بیداری میں ہوئی اور جب اس بات کو
اپنی تسبیح کا صلہ ٹھہرایا کہ سبحان الذی الخ لامحالہ یہ سیر

مخالف عادة باید تا فعل او دال بر کمال قدرت و جلال
باشد و حصول رویت در نوم از امور عجیبه نبود پس ذکر
این تسبیح چگونه بود لیکن اسرا معه جسد در شب واحده الی
فوق السماوات عجیب و خارق عادت است لذا استحقاق
تسبیح بود فوجب حمله علیه دوم آنکه یهود و نصاریٰ
دیده اند جنت و نار را در نوم و مقصود از و آنکه این واقعه
شرح تعظیم حال محمدی باشد واذا کان کذلک امتنع
حمله علی النوم و قول قائل که سبب تعظیم آنست که آنحضرت
این اشیا را در نوم دید برویة مطابقیة گوییم این نیز از
امور عجیبه نبود چه مثل این رویا اکثر مردم میتوانند دید سوم آنکه
فرمود او تعالیٰ اسریٰ بعبده والاسراء هو ذهاب
بدن الانسان فی اللیل لهذا اگر مجرد نوم بودے
اسرا چه فائده میداد و بعبده خود دلیل آنست که مراد از عبد
شخص و بدن باشد قال الله وانه لما قام عبد الله
وقال فی صفة المتقین وعباد الرحمن یمشون
علی الارض هونا و خود حجت این معراج حدیث مشهور
است وهو ما روی معمر عن الزهری عن عروة
انه قال لما اسری رسول الله اصبح فاخبر الناس
فارتد به ناس ممن آمن و فتنوا به وکذبوا
و سعیٰ ابو جهل الی ابی بکر و قد سبق فیما سبق
ولو کان الذی ذکره رسول الله مجرد النوم

مخالف عادت ہونا چاہیے تا کہ اسکا فعل کمال قدرت و
جلال پر دلالت کرے اور خواب میں حصول رویت
کوئی عجیب بات نہیں لہذا وہ اس تسبیح کا سبب نہیں
لیکن آسمانوں کی سیر ایک ہی رات میں جسم کے ساتھ یہ البتہ عجیب
و غیر معمولی بات ہے اور اسلیے مستحق تسبیح ہوا پس اسکا
عمل اسپر واجب آیا دوسرے یہ کہ یہود و نصاریٰ نے جنت و
دوزخ خواب میں دیکھی تھی اور اس سے مقصود یہ تھا کہ آنحضرت کے
حال کی تعظیم اس واقعہ سے ہو جائے اور جب یہ ہے تو اسکا خواب پر
قیاس کرنا ممنوع ہے اور یہ کہنا کہ سبب تعظیم یہ ہے کہ آنحضرت صلعم
نے ان چیزوں کو خواب میں اسطرح دیکھا جیسی وہ در اصل میں ہیں تو
میرے نزدیک یہ بھی امر عجیب نہیں کیونکہ ایسے خواب اکثر لوگ دیکھتے
ہیں تیسرے یہ کہ حق تعالیٰ نے اسریٰ بعبدہ فرمایا اسرا کے معنی ہیں
جسم انسان کو رات میں سفر کرنیکے لہذا اگر صرف خواب ہوتا تو
اسرا سے کیا فائدہ ہوتا بعبدہ خود اسکی دلیل ہے کہ عبد سے مراد
شخص و بدن ہے۔ اللہ نے فرمایا کہ اور بیشک جب بندہ خدا
کھڑا ہوا اور متقین کی صفت میں ارشاد ہے کہ اور رحمن کے بندے
زمین پر آہستہ چلتے ہیں اور خود معراج کی حجت یہ حدیث مشہور ہے
جو معمر نے زہری سے اور انہوں نے عروہ سے نقل کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ جب
رسول اللہ صلعم نے سیر کی اور صبح ہوئی تو آپ نے اسکی خبر لوگوں کو دی تو بعض
لوگ جو آپ پر ایمان لائے تھے وہ مرتد ہو گئے اور فساد کیا اور [illegible]
جھٹلائی اور ابو جہل حضرت ابو بکر کے پاس دوڑا گیا اور گذرا
جو کچھ گذرا اور جس امر کو رسول اللہ صلعم نے ذکر کیا اگر محض خواب ہوتا

لما وقعت الفتنة والارتداد والتکذیب
واز حضرت استادی سماعت دارم کہ این حدیث
معراجیہ جسدی قوی است وہمین موجب رفعتِ
شانِ نبوی است صلعم ورنہ درخواب بسیار اولیارا
دیدارِ الٰہی میسر آمدہ پس فضیلتِ آنحضرت حاصل
نخواہد شد بگفتن و اعتقاد کردن اینکہ آنحضرت را بجسدہ
معراج شد۔ وخدارا باین چشم ظاہر مشاہدہ فرمود اکنون

فائدہ معنی آیہ دنی فتدلی فکان قاب قوسین
او ادنیٰ باید دانست کہ حضرت جعفر صادق میفرمایند
کہ دنیٰ یعنی نزدیک شد آنحضرت بہ پروردگارِ خود
بے کیف فتدلی پس برداشت حجاب را واندران
حجاب رفت آنرا بدستور گذاشت آنجا ملکِ مقرب را
گنجایش نبود وآنحضرت را باز کسے ندید وآنحضرت
حجاب بنہایت طے فرمود حتی کان بین الحبیب والمحبوب
قاب قوسین ودر شرح تعرف می نگارد کہ ہرگاہ
آنحضرت از جبرئیل جدا شد دیگر ہفت مقام را طے فرمود
کہ جبرئیل از اول مقام آن ہم خبر نداشت پس معنی این
آیہ کریمہ مشکل اند وبعضے اربابِ حال مینویسند کہ
مراد از قوسین حاجبین اند یعنی از دو ابرو زیادہ
قرب شد وادنےٰ عبارت است از سیاہی وسفیدی چشم

تو یہ فتنہ ارتداد و تکذیب ہوتا۔ مینے اپنے حضرت استاد
سُنا ہی کہ یہ حدیث معراج جسدی قوی ہی اور یہی سبب
علوِ شان آنحضرت صلعم ہی ورنہ خواب مین تو بہت سے
اولیا اللہ کو دیدار حق میسر ہوا ہی تو آنحضرت کی فضیلت
بلا اس کہنے اور اعتقاد کرنیکے کہ آپکو معراجِ جسدی حاصل
ہوی اور آپنے خدا کو اسی ظاہری آنکھ سے مشاہدہ فرمایا
نہین حاصل ہو سکتی۔ اب فائدہ معنی آیۃ دنی[1] فتدلی
الخ جاننا چاہئے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام
فرماتے ہین کہ دنےٰ یعنی آنحضرت صلعم اپنے
پروردگار سے بے کیف نزدیک ہوی فتدلی پس
حجاب اُٹھایا اور اُسمین گئے اور اُسکو بدستور چھوڑ دیا
وہان کسی ملکِ مقرب کی گنجایش نہ تھی اور آنحضرت
صلعم کو پھر کسی نے نہ دیکھا اور آنحضرت صلعم نے بنہایت
حجاب طے فرمائے یہانتک کہ حبیب ومحبوب مین
دو کمانون کی برابر فاصلہ رہگیا۔ شرح تعرف مین ہے
کہ جب آنحضرت صلعم جبرئیل سے جدا ہوی تو سات مقام اور
طے کئے جسکے اول ہی مقام کی جبرئیل کو خبر نہوی پس اس
آیۃ کی معنی بیان کرنا مشکل ہین بعض اربابِ حال لکھتے ہین
کہ قوسین سے حاجبین مراد ہین یعنی دو ابرو سے زیادہ
قرب ہوا اور ادنےٰ سے آنکھ کی سپیدی و سیاہی مراد

[1] نزدیک ہوا اور اُترا آیا پس پہنچے دو کمان کی مسافت تک یا اُس سے زیادہ نزدیک ۱۲

یعنی قرب حضرت در جناب الٰہی چنان بود کہ قرب
دو ابرو باہم بلکہ نزدیکتر ازین ہم چنانکہ سفیدی چشم
با سیاہی او آمیختہ میباشد وبعضے گفتہ اند ترك نفسہ

فی السماء فتدلی وترك قلبہ فی سدرۃ
المنتہیٰ وترك روحہ بقاب قوسین

او ادنیٰ فبقی سرہ وربہ یعنی گذاشت آنحضرت
نفس را بر آسمان و پیش شد و گذاشت دل مطہر را در
سدرۃ المنتہیٰ و گذاشت روح را بر مقام قاب قوسین
او ادنیٰ و باقی ماند سر او و پروردگار او۔ و در تفسیر
روایت است از ابن عباس کہ در تفسیر این آیہ مذکور
فرمود کہ فرق بود میان او و حق برابر ہر دو دست
یعنی قوسین بمعنی ذراعین است و قوس را ذراع
ازان گویند کہ قیاس کردہ میشود برو مزروع۔ نقل است
کہ کسے از ابو الحسن نوری معنی این آیہ پرسید فرمود
آنجا کہ حقیقت جبرئیلی را بار نبود بیچارہ نوری را چہ
حقیقت و کدام ہست کہ انکشاف این سر کند
و باز گفت دنیٰ عقب بُعد میشود اینجا بُعد کجا و قاب
اشارت بمقدار ست و مقدار اینجا در کدام شمار۔
و تدلّی در مکان میشود آنجا مکان نے و فکان عبارت
از زمانہ است آنجا زمان نے و قوسین کنایہ از
مثال است و مثال را آنجا مثال نے و او کلمۂ شک است

یعنی آپکا قرب حضرت حق سے ایسا تہا جیسے دو ابرو
ملے ہوی بلکہ اِس سے بہی زیادہ نزدیک جسطرح
آنکھ کی سفیدی سیاہی سے ملی ہوی ہوتی ہے اور بعض
کہتے ہین کہ ترك نفسہ الخ یعنی آنحضرت صلعم نے
نفس آسمان پر چہوڑا اور قلب مطہر سدرۃ المنتہیٰ
مین اور روح اقدس قاب قوسین او ادنیٰ مین
پس آپکا سر اور پروردگار باقی رہگیا تفسیر تیسیر مین
حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ اُنہون نے
اس آیت کی تفسیر مین فرمایا کہ آپکے اور حق کے
درمیان دو ہاتہ کا فاصلہ تہا یعنی قوسین ذراعین
کے معنی مین ہے قوس کو ذراع اسلئے کہتے ہین کہ
اُسپر مزروع قیاس کیا جاتا ہے۔ نقل ہے کہ کسی نے
حضرت ابو الحسن نوری سے اِس آیت کے معنی پوچہے
اُنہون نے فرمایا کہ جہان حقیقت جبرئیلی کا دخل
نہین تو بیچارے نوری کی کیا حقیقت جو اس بہید کو
ظاہر کرے۔ پہر فرمایا کہ دنیٰ بُعد کے بعد ہوتا ہے وہان
بُعد کہان اور قاب مقدار کا اشارہ ہے وہان
مقدار کس شمار مین اور تدلّی امکان مین ہوتا ہے
وہان مکان نہین اور فکان زمانہ سے عبارت ہے
وہان زمانہ نہین اور قوسین مثال سے کنایہ ہے
مثال کی وہان مثال نہین اور او کلمۂ شک ہے

شک آنجا بیشک معدوم وادنے اسبالغه است
میان هر دو یعنی نزدیک تر و آنجا نزدیک را نزدیکی نمی
این مقام از اظهار و بیان دور است و علم جمیع
خلائق در تفسیر این آیت معترف بقصور و حکمت در
ذکر قوسین همین است که هر گاه عرب با هم عهد می بستند
و میخواستند که باز آن عهد نشکنند پس هر دو کمانهای
خود می آوردند و مساوی میکردند و یکدفعه کمانهای
خود در قبضه گرفته یکساعت تیر سے انداختند
تا معلوم میشد که این را آن کس عهد مضبوط بسته شد
که باز از آن برگشتگی متصور نے پس ازین آیت اشارت
است که حضرت را با حق اینقدر محبت است که هر که
مقبول رسول الله شد او مقبول الله است و علی هذا مردود او چنانچه
در کلام مجید بچندجا واقع است و بعضے میگویند که
دنی اشارت است از مقام نبوی و فتدلی اشارت
از مقام قلب و قاب قوسین از مقام روح و اوادنے
اشارت است از سر محمد درین چار مقام ذات و دل
و روح و سر هر یک بمطلب خود رسیدند مثلاً ذات آن
مطهر آنحضرت بمقام خدمت و دل در مقام محبت
و روح در مقام قربت و سر در مقام مشاهده است پس
مسئله دوم معرفت کمال اشیا چگونه است
از دیدن و شنیدن یا از غیر آن الجواب باید دانست

وہاں شک یقینی معدوم اور ادنے دونوں کے درمیان
مبالغہ ہے یعنی نہایت نزدیک اور وہاں نہایت
نزدیک کی گنجایش نہیں یہ مقام اظہار و بیان سے
دور ہے اور سب کا علم اس آیت کی تفسیر میں معترف بقصور
قوسین کے ذکر میں حکمت یہ ہے کہ جب اہل عرب آپسمیں ایسا
معاہدہ کرنا چاہتے تھے جو پھر نہ ٹوٹے تو دونوں شخص
اپنی اپنی کمانیں ایک میں ملا کر ایک ساتھ تیراندازی
کرتے تھے تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ انکا آپسمیں مضبوط معاہدہ
ہو گیا جو ٹوٹ نہیں سکتا پس اس آیت سے یہ اشارہ
ہے کہ آنحضرت صلعم کو حضرت حق سے اسقدر
محبت ہے کہ جو آپکا مقبول ہے وہ حق کا مقبول
اسیطرح جو آپکا مردود ہے وہ اسکا مردود ہے چنانچہ کلام مجید
میں کئی جگہ واقع ہے اور بعض کہتے ہیں کہ دنیٰ
سے مقام نبوی اور فتدلی سے مقام قلب اور قاب
قوسین سے مقام روح اور اوادنے سے سر محمدی
صلعم کی طرف اشارہ ہے ان چار مقام میں ذات و دل
روح و سر ہر ایک اپنے مطلب پر پہنچے مثلاً ذات اقدس
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقام خدمت میں اور
دل مقام محبت میں اور روح مقام قرب اور سر مقام مشاہدہ میں
دوسرا مسئلہ اشیا کی معرفت کیونکر حاصل ہوتی ہے
دیکھنے سننے سے یا اسکے علاوہ جواب جاننا چاہئے

کہ حقیقتِ اشیا پیشِ صوفیہ تعینِ وجود است
در حضرتِ علم باعتبارِ شانے کہ آن شے مظہرِ اوست
یا خودِ وجودِ متعین بہمان شے در ہمان حضرت
و اشیاءِ موجودہ عبارت اند از تعیناتِ وجود
باعتبارِ انصباغِ ظاہرِ وجود بہ آثار و احکامِ حقایق
ایشان یا خودِ وجودِ متعین ہمین اعتبارات ہر وجہے
کہ حقایق ہمیشہ در باطنِ وجود پنہان باشند و احکام
و آثارِ ایشان در ظاہرِ وجود پیدا زیرا کہ زوالِ صورِ
علمیہ از باطنِ وجود محال است و الا جہل لازم
آید تعالٰے عن ذٰلک علوا کبیرا ۝ ما ہیم
وجود و اعتبارات وجودیم در خارجِ علم عارض آثار
وجودیم در پردہ ظلمتِ عدم مستوریم ظاہر شدہ
عکس با زمراٰتِ وجود پس ہر شے بحسبِ حقیقت
وجود یا وجودِ متعین است یا تعین عارض بر وجود
پس تعین صفتِ متعین است و صفت باعتبارِ
مفہوم اگرچہ غیر است اما باعتبارِ وجود عینِ اوست
تغایر بحسبِ مفہوم و اتحاد باعتبارِ وجود است
چون این قدر معلوم شد پس بدانکہ این حقایقِ
اشیا اظلالِ صفاتِ حق اند و وجودِ خارجی آنہا

کہ حقیقتِ اشیا صوفیہ کے نزدیک حضرتِ علم میں وجود کا
تعین ہے باعتبار اس شان کے کہ وہ شے اُس کی مظہر ہے
یا خود وجود حضرتِ علم میں اُسی شے کا تعین لیے ہوے ہے
اور اشیاءِ موجودہ سے مراد تعیناتِ وجود ہیں جنکے آثار
و احکام حقایق نے ظاہرِ وجود کا رنگ اختیار کیا ہے یا
خود وجود نے ان اعتبارات کا تعین اختیار کیا ہے
اسطرح پر کہ حقایق ہمیشہ باطنِ وجود میں پوشیدہ رہیں
اور اُنکے آثار و احکام ظاہرِ وجود میں ظاہر ہوں اسلیے
کہ باطنِ وجود سے صورِ علمیہ کا زوال محال ہے ورنہ جہل
لازم آتا ہے اور اللہ اس سے بزرگ ہے ۝ ما ہیم وجود
و اعتبارات وجود الخ پس ہر چیز حقیقتاً وجود یا
وجود ہے جسنے تعین قبول کیا ہے یا تعین ہے جو وجود کو عارض
ہوا ہے۔ لہذا تعین متعین کی صفت ہے اور صفت باعتبار
مفہوم اگرچہ غیر ہے لیکن باعتبارِ وجود اُسکی عین
ہے جتنا مفہوم پر جاسیے اُتنی مغایرت ہے
اور جتنا وجود کا اعتبار کیجیے اُتنی عینیت
ہے۔ جب یہ معلوم ہو گیا تو جاننا چاہیے
کہ یہ حقائق اشیاء جو صفاتِ حق کے
پرتو ہیں اُنکا وجودِ خارجی

---

۱ حقایق جمع حقیقت و حقیقت لغتاً بمعنی اصل و ماہیت ... ذاتِ شے ... [illegible]

[illegible]

[illegible]

منوط بعلل اربعہ است فاعلی وصوری ومادی
وغائی وظہورِ کمال اینہا بترتیب آثار است وحصول
ثمرات نیز پس معرفتِ این اشیا بکمال در مرتبہ
اجمال سالک را بہ تجلی ذاتِ حق در ضمن سیر باللہ
بعد مشاہدہ کثرت در وحدت حاصل میشود وبا تفصیل
بہ احاطہ خواص ومبادی از قواعد حکمیہ وکشفیہ فرق
اینقدر است کہ در چار جہات خواص نیز داخل
تتمیم معرفت اند ودر ذہنیات صرف ذہن وہمین
مراد صوفیہ است از دریافت کما ہی اشیا واللہ اعلم
مسئلہ سوم حقیقتِ نسبت وجد چیست الجواب
حقیقت وی آنست کہ نفسِ ناطقہ در اصل فطرت چنان
واقع شدہ است کہ بحالات مختلفہ منصبغ میتواند شد
چون شوق ونفرت وسخط ورضا وخوف ورجا بعضے
از کیفیات قدسی وملکی اند وبعضے دنی واستعداد
یکے را استعداد دیگر بحکم تنافی منطفی مےسازد وہر یکے
را اسباب است ومقدمات چون سالک باسباب
کاسبہ ومقدمات حالاتِ الٰہیہ یا ملکیہ متمسک شود
نفس وے در استعداد آن قبیل قوت میگیرد
ادنے حرکے کہ در معرفت ازان حسابے برنگیرند
در نفس وے تاثیر بلیغ کند وگاہے آدمی بلید

وجود خارجی چار علتوں پر موقوف ہے فاعلی وصوری
ومادی وغائی اور اُنکے کمال کا ظہور اور نتائج کا حصول
ترتیب آثار پر ہے پس سالک کو ان اشیا کی معرفت
کامل مرتبہ اجمال میں تجلی ذاتِ حق سے سیر باللہ کے ضمن میں
بعد مشاہدہ کثرت[1] در وحدت کے حاصل ہوتی ہے اور معرفت
تفصیلی حکمت وکشف کے قواعد سے خواص مبادی کو احاطہ
کرنے سے (یعنی از روے حکمت خواص اشیا کا احاطہ
کرنا اور از روے کشف ہر شی کا مبدا پہچاننا کہ حضرت علیہ
اسکا عین ثابت کیا ہے) فرق اسقدر ہے کہ ہر چار جہات
(یعنی عالم فی الخارج) میں خواص بھی داخل تکمیل معرفت ہیں
اور ذہنیات میں صرف ذہن اور دریافت حقیقت اشیا سے صوفیہ
کی یہی مراد ہے۔ تیسرا مسئلہ نسبت وجد کی حقیقت کیا ہے۔
جواب اسکی حقیقت یہ ہے کہ نفس ناطقہ فطرتاً ایسا واقع ہوا ہے
کہ مختلف حالات سے رنگ قبول کر لیتا ہے جیسے شوق ونفرت وغصہ
ورضا وخوف ورجا بعض کیفیتیں قدسی وملکی ہیں اور بعض
شیطانی ایک کی استعداد دوسرے کو بسبب مخالفت مٹا دیتی ہے
اور ہر ایک کے اسباب مقدمات ہیں جب سالک اسباب کاسبہ
ومقدمات الٰہیہ یا ملکیہ سے متمسک ہوتا ہے تو نفس اسی طرح کی
استعداد سے قوت پکڑتا ہے اور ادنی حرکت جسکا عرفا کچھ بھی
شمار نہو اسکے نفس میں بہت اثر کرتا ہے اور کبھی آدمی جو بلید

[1] کثرت در وحدت یعنی ظہور اسما وصفات در ذات ۱۲ مترجم

وساکن النفس باشد و انطباع کیفیتی که در غایت لطافت است در انجا امکان ندارد پس محتاج میشود بشوق ضعیف که شهوت و جماع را دران مدخل نباشد بلکه حرکات تمنا آمیز و عبارات رنگین بیشتر تاثیر کند بقلب وے و درانمقام از انس وصال بوحشت فراق و از انشراح اقبال محبوب بانقباض اعراض وے و انچه بدین ماند یا سماع شعرے رنگین مقرون بتالیف نغمات و ایقاعات لاسیما انچه باستعارات عجیبه و قوافی غریبه بدیعه در اسالیب شوق انگیز منجلی باشد و بطنین طنبور و رباب که بمنزله شرب خمر است در ایراث سکر تا ازین جمله وقتاً بعد وقت بنفس ناطقه کیفیتی فائض میشود و بآن کیفیات ساعت بساعت متضعف میشود و آن بلادت بکلی زائل میگردد اینست انچه جمهور اهل وجد بوے راغب شده اند لیکن انچه شارع آنرا درین باب براے ایشان اختیار فرموده است استماع وعظ است و تلاوت قرآن با تدبر معانی آن با سوال در آیه رحمت و استعاذه در عذاب و تسبیح در صفا با لجمله جمهور این نسبت غالباً مشغوف اند بسماع و وجد و اهل فنا را ازهمین نسبت منشعب میشود استعداد معارف جلیله که زبان بشرح آن وافی نیست و الله اعلم۔

مسئله چهارم خدا کیست الجواب آنکه بخشنده

و سست ہوتا ہی کہ کسی عمدہ کیفیت کا منطبع ہونا اُسمین دشوار ہوتا ہی ایسا شخص پاک محبت کا جسمین شہوت جماع کا دخل نہو محتاج ہوتا ہی بلکہ حرکات تمنا آمیز و عبارات رنگین اُسکے قلب مین زائد اثر کرتے ہین اس مقام پر وصال کی اُنس اور فراق کی وحشت سے اور اُس جاتی سی جو محبوب کے بمہربانی پیش آنے سے پیدا ہوا اور اُس ملال سی جو اُسکی نامہربانی سی ہوا اور ایسی ہی باتونسے یا کسی رنگین شعر کی سُننے سے جو دلکش نغمہ اور عجیب استعارات شوق انگیز سے ادا کیا جا یا طنبور و رباب کی آواز سے جو سُکر لانے مین بمنزلہ شراب کے وقتاً فوقتاً نفس ناطقہ پر ایک کیفیت طاری ہوتی ہی اور وہ اُن کیفیتونسے گھڑی گھڑی متضعف ہوتا ہی تب وہ بھدا اپن بالکل جاتا رہتا ہی یہی وہ چیز ہے جسکی طرف تمام اہل وجد راغب ہوی ہین لیکن شارع علیہ السلام نے اس بارہ مین جو کچھ ان لوگون کے لئے تجویز فرمایا ہی وہ وعظ سننا اور کلام مجید معانی غور کرکے پڑہنا یا آیۂ رحمت پر سوال اور آیۂ عذاب پر پناہ مانگنا ہی مگر تمام اصحاب نسبت وجد سماع مین زائد منہمک ہین حضرات اہل فنا کو اسی نسبت سے استعداد معارف جلیلہ پیدا ہوتی ہی جسکی شرح مین زبان یاوری نہین دیتی۔ واللہ اعلم

چوتھا مسئلہ خدا کون ہی جواب خدا وہ ہی جسنے

گفتا این استفسار است و آن نشئت قلت وجودِ بحت
و هستی صرف است در مرتبهٔ اطلاق نه آنرا شکلی است
و نه حدی و نه حصرے و با اینهمه ظاهر شد و تجلی فرمود در مراتب
تنزلات بهر شکل و بهر حد و باوجود این ظهور و تجلیات متغیر
نشد از صفتی که بر آن بود پس فی حد ذاته واحد است
مگر در ملابس ظهور متعدد و متکثر شد و آن وجود حقیقت
جمیع موجودات است چیزیکه رائحه از هستی دارد ذهناً یا
خارجاً ازان خالی نیست و مراد بوجود مابه الموجودیت است
بمعنی تحقق و حصول که از مصدریه اند و آن وجود من حیث الکنه
هرگز کسے را منکشف نمیشود ادراک آن محال است عقلاً
و وهماً و حساً و قیاس را نیز دران راه نیست زیراکه اینهمه
حادث اند و حادث ادراک نمیکند مگر کنه حادث را
تعالی ذاته و صفاته عن الحدوث علواً
کبیراً و کسے که معرفت او را باعتبار کنه و حقیقت اراده نمود
وقت خود را ضائع کرده کذا فی التحفة المرسلة الی
النبی صلعم و نیز باید دانست که وجودِ مطلق من حیث
هو هو واحد است من جمیع الجهات نه خاص است و
نه عام و نه کلی و نه جزوی و نه جوهر و نه عرض بلکه در مراتب
کونیه ملتبس میشود بدین لباس ها و ملزوم میشود باین لوازم
والله اعلم مسئلهٔ پنجم محمد رسول الله که آنرا حقیقت

سوال کرنے کو یائی عطا کی خواہ یہ کہو کہ وہ مرتبہ اطلاق
مین وجود بحت و ہستی صرف ہے نہ اُسکی کوئی شکل ہے اور نہ حد
و انتہا با اینہمہ اُسنے مراتب تنزلات مین ظاہر ہو کر ہر شکل
و ہر حد مین تجلی فرمائی اور باوجود اس ظہور و تجلیات کے
جیسا تہا ویسا رہا اپنی حدِ ذات مین واحد ہے اگرچہ مظاہر
مین متعدد و متکثر ہوا وہی وجود کل موجودات کی حقیقت ہے
اور کوئی چیز خواہ وہ وجودِ ذہنی رکہتی ہو یا خارجی اُس سے
خالی نہین ہے اور وجود سے مابہ الموجودیت مراد ہے
بتحقق و حصول بمعنی مصدری اور وہ وجود من حیث الکنہ
ہرگز کسی پر منکشف نہین ہوتا اُسکا ادراک عقلاً و وہماً
و حساً محال ہے قیاس کا بہی وہان دخل نہین کیونکہ یہ
سب حادث ہین اور حادث بجز کنہ حادث کی اور کچہ
ادراک نہین کرسکتا حق تعالی کی ذات و صفات
حدوث سے بہت برتر ہے جسنے باعتبار کنہ حقیقت اُسکی
معرفت کا ارادہ کیا اُسنے اپنا وقت ضائع کیا ایسا ہی
تحفہ مرسلہ مین ہے یہ بہی جاننا چاہیے کہ وجودِ مطلق من حیث
الہویۃ ہر طرح سے ایک ہے نہ خاص ہے نہ عام نہ کلی ہے
نہ جزئی نہ جوہر نہ عرض بلکہ مراتب[1] کونیہ مین ان لباسون
سے ملتبس اور ان لوازم سے ملزوم ہوتا ہے واللہ اعلم
پانچوان مسئلہ محمد رسول اللہ جنکو حقیقت

[1] مراتب کونیہ یعنی مراتب وجود جو چالیس ہین ۱۲ مترجم

محمدی گویند چیست الجواب حقیقت محمدی تعین
اول واجبیت کہ منشاء آن کثرت است وان نسبت قلیت
کہ حقیقتِ محمدی صورتِ اسم اللہ است کہ جامع جمیع
اسماءِ الٰہیہ است و اسم اللہ الجامع رب صورتِ محمدیہ
است و از ہمان اسم جامع فیض است بر جمیع اسماءِ
الٰہیہ لہٰذا ہمان حقیقت بصورتِ خارجیہ مربی صورِ عالم
و بباطنِ خود مربی باطنِ عالم است زیرا کہ مظہر اسم اعظم
است و باعتبار ہمین جامعیت مجمع البحرین و مظہر الخافقین
گشتہ و مستحق خلافت حقہ الٰہیہ فہو مخزن کنز الوجود
ومفتاح خزائن الجود ولنعم ما افاد فی القصیدۃ
التائیۃ الفارضیۃ قدس اللہ سر ناظمہا

شعر وانی وان کنت ابن آدم صورۃ ؛ فلی
فیہ معنی شاہد بابوتی یعنی اگرچہ من بحسب
صورتِ حسی و بدنِ عنصری خود پسر آدم کہ ابو البشر است
اما از برائے من درو سے از روئے معنی گواہی است
مر پدر بودن من و برای آن گواہ انتشارِ حقیقت آدم است
از حقیقت وی صلعم و انتشارِ صورتِ وجودی آدم از صورت
وجودی وے علیہما الصلوۃ والسلام اللّٰہم صلّ [سلہ]
علیہ و علی آلہ قدر حسنہ و جمالہ و ہمین سبب
افضلیت وے است صلعم بر جمیع انبیا و مرسلین زیرا کہ

محمدی کہتے ہین کیا ہے جواب حقیقت محمدی تعین
اول واجبی ہے جسکا منشا حب ہے خواہ یہ کہو کہ حقیقت محمدی
اسم اللہ کی صورت ہے جو کل اسماءِ الٰہیہ کا جامع ہے اور
اسم اللہ جامع صورتِ محمدیہ کا رب ہے اور اسی اسم جامع
سے کل اسماءِ الٰہیہ مستفیض ہین لہٰذا وہی حقیقت بصورت
خارجیہ صورِ عالم کی مربی اور اپنے باطن سے باطن عالم کی
مربی ہے اسلئے کہ اسم اعظم کا مظہر ہے اسی جامعیت کے اعتبار
سے آپ مجمع البحرین و مظہر الخافقین و مستحق خلافت
حقہ الٰہیہ ہوے لہٰذا آپ مخزن خزانہ وجود و مفتاح خزائن
جود ہین کیا خوب ناظم قصیدہ تائیہ فارضیہ نے فرمایا ہے

وانی الخ

یعنی اگرچہ مین بحسب صورتِ حسی و جسم عنصری
پسر آدم ہون - مگر میرے لئے میری ابوت کا گواہ
معناً اُن مین یہ ہے کہ حقیقت آدم کا منشاء
آپ ہی کی حقیقت اور آپکی صورتِ وجودی کا
منشاء آپ ہی کی صورت ہے -

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِ الخ

اسی لئے آپ کل انبیا و مرسلین
سے افضل اور آپ کا

سلہ خدایا آپ پر اور آنکی اولاد پر بقدر آنکے حسن و جمال کے درود بھیج ۱۲

مرتبہ وے محیط بجمیع مراتب انبیا است نبوت و ولایت اذ منها یتفرع المراتب کما یتفرع من روحه الکلی الارواح هذا والله یقول الحق وهو یهدی السبیل

مسئلہ ششم جبرئیل از کجا است **الجواب** ادراک نسبت آن تعین حبی است ما بین متعین و متعینین و همین موجب رسالت جبرئیل است پیش مقربان۔

مسئلہ ہفتم شب معراج آنحضرت را بر عرش بردند یا عرش را نزد آنحضرت آوردند **الجواب** بر عرش بردند زیرا کہ معاملہ واجب با خلق چون معاملہ خلق است با یکدیگر لہذا آنحضرت را بر عرش بردند گو بہ نسبت رفعت منزلت آنحضرت آوردن عرش و بردن آنحضرت بالائے عرش ہر دو برابر اند لیکن چون در خلق رفعت ہمین را گویند کہ کسے را از پستی بہ بلندی برند نہ اینکہ بالا را فرود تر آرند بلکہ درین فرود تر آوردن بالا بالائی بالا ساقط و با اینہمہ سقوط بالا گفتن بحسب عقل اجتماع النقیضین است و شب معراج بالا بردن آنحضرت خود از وے صلعم و کتب صحاح حدیث مثل مسلم و بخاری کہ اصح الکتب بعد کتاب اللہ الباری است مرقوم است

مسئلہ ہشتم آنحضرت را از خلق چرا برگزیدند و حبیب ساختند و نور او را با آدم نہادند و دیگران را

مرتبہ تمام انبیا علیہم السلام کے مراتب نبوت و ولایت پر محیط ہی کیونکہ آپ ہی سے مراتب نکلے جسطرح آپکی روح کلی سے ارواح نکلین۔ اور اللہ سچ کہتا ہی اور وہی راستہ کی ہدایت کرتا ہی۔

چھٹا مسئلہ جبرئیل کہاں سے ہین **جواب** جبرئیل تعین حبی (یعنی حقیقت محمدی) کی اُس نسبت کے ادراک کا نام ہی جو ما بین تعین اختیار کرنیوالے اور اختیار کیئے ہوئے تعین کے ہی اور رسالت جبرئیلی کا انبیاء علیہم السلام کے پاس یہی سبب ہے۔

ساتوان مسئلہ آنحضرت صلعم کو شب معراج مین عرش پر لیگئی یا عرش کو آپکے پاس لائے **جواب** عرش پر لیگئی کیونکہ معاملہ واجب با خلق ویسا ہی ہی جیسے معاملہ خلق باہمدیگر لہذا آپکو عرش پر لیگئی گو بہ نسبت آپکی اعلی مقام کے عرش کو لانا اور عرش پر آپکو لیجانا دونون برابر ہین مگر چونکہ خلق مین رفعت اسیکو کہتی ہین کہ کسیکو پستی سے بلندی پر لیجائین نہ یہ کہ بلند کو پست کر دین بلکہ پست کرنے مین بلندی ساقط ہوتی ہی اور باوجود سقوط بلند کہنا عقلاً اجتماع النقیضین ہی اور شب معراج مین آنحضرت صلعم کو عرش پر لیجانا خود آپسے کتب صحاح حدیث مین مثل مسلم و بخاری کے جنکی شان مین اصح الکتب بعد کتاب الباری ہی موجود و مرقوم ہی۔

اٹھوان مسئلہ آنحضرت صلعم کو خلق سے کیون برگزیدہ کر کے اپنا حبیب بنایا اور انکے نور کو آدم مین رکھا اور دوسرے خلق کو

محروم ساختند الجواب از برای آنکه آنحضرت بوجه
بودن تعین اول واجبی هم اول همه اند وهم آخر همه پس
هرگاه کسی را سبقت وجودی بران حضرت ثابت نبود
چه جای برگزیدگی که صفتیست بعد وجود ونشانهٔ حبیب
ساختن همان تعین حبی است که در حدیث قدسی آمده
کنت کنزاً مخفیاً فاحببت ان اعرف وجواب
این سوال از جواب سوال دویم نیز واضح ومبرهن
میشود کما لا یخفی علی المتفطن لیکن چون بحث
از ذکر مراتب وحقیقت محب سبحانی ومحبوب یزدانی
است اینجا هم تقریر لطیف او کرده شده
اعد ذکر نعمان لنا ان ذکره هو المسک
ما کررته یتضوع بارها هم سیر کنایت منقول
حضرات انبیا مخلوق اند از اسمای ذاتیه حق واولیا
از اسمای صفاتیه او جل وعلا وسید رسل مخلوق است
از ذات حق وظهور حق در وی بالذات است
موسی زهوش رفت بیک پرتو صفات وتو عین
ذات همی نگری در تبسمی - لهذا متفرد وفائق آمد از
هر که غیر اوست در تمام صفات وجمیع کمالات
هم ازین جهت دین او ناسخ ادیان است و
عروج او فوق عرش است زیرا که ذات فوق
جمیع اسما است وبوجه همین فردیت قطب العارفین

محروم کردیا جواب اسلئے کہ آنحضرت صلعم بوجہ
تعین اول واجب ہونے کے سب کے اول بھی ہیں
اور سب کے آخر بھی تو جب کسی کو سبقت وجودی کی
آپ پر ثابت نہیں تو برگزیدگی جو صفت بعد الوجود
ہے کیسے ہو سکتی ہے اور حبیب بنانے کا منشا بھی یہی
تعین حبی ہے جیسا کہ حدیث قدسی ہے کہ میں خزانہ پوشیدہ
تھا پھر چاہا اپنے پہچانے جانے کو چاہا۔ اس سوال کا
جواب بھی دوسرے سوال کے جواب سے ظاہر ہوتا ہے
جو سمجھ دار پر مخفی نہیں لیکن چونکہ بحث محبوب سبحانی و محبوب
یزدانی کے ذکر مراتب سے ہے لہذا یہاں بھی بتقریر لطیف
بیان کی گئی ہے اعد ذکر نعمان کا ذکر پھر دوبارہ
بیان کر اسلئے کہ وہ مشک ہے جسقدر کسی جاویگی خوشبو
دیگی پھر بھی سیری نہیں لہذا کہتا ہوں حضرات انبیا
اسماء ذاتیہ حق سے اور اولیا اللہ اسماء صفاتیہ سے اور
آنحضرت صلعم ذات حق سے مخلوق ہیں آپ میں حق کا
ظہور بالذات ہے موسیٰ زہوش رفت الخ۔ اسی لئے
آپ تمامی صفات و جمیع کمالات میں اپنے غیر سے یکتا
و فائق ہیں اور اسی لئے آپکا دین سب دینوں کا ناسخ اور
آپکا عروج عرش سے اوپر ہوا کیونکہ
ذات کل اسماء کے مافوق ہے۔ اسی فردیت
کی وجہ سے قطب العارفین

و قرة عيون المحققين شيخ اكبر محي الدين ابن العربي
در كتاب فصوص الحكم ميفرمايد فص حكمة
فردية في كلمة محمدية ثم قال انما
كانت حكمته فردية لانه اكمل موجود
في هذا النوع الانساني ولهذا بدء به
الامر وختم فكان نبيا وآدم بين الماء
والطين ثم كان بنشأته العنصرية
خاتم النبيين انتهى قال المحقق القيصري
في شرحه انما كان اكمل موجود في هذا
النوع لان الانبياء صلوات الله عليهم
اجمعين اكمل هذا النوع وكل واحد
منهم مظهر لاسم كلي وجميع الكليات
داخل تحت الاسم الجامع الالهي
الذي هو مظهره فهو اكمل افراد هذا
النوع ولكونه اكمل الافراد بدء به
امر الوجود بايجاد روحه اولا وختم
به الرسالة آخرا هو الذي ظهر بالصورة
الآدمية في المبدء وهو الذي يظهر
بالصورة الخاتمية في هذا النوع انتهى
باجمله حقیقت محمدی چون نزول کرد بوجود کونی
پیدا شد بوساطت وے صلعم عقول و نفوس

حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی کتاب فصوص الحکم
میں فرماتے ہیں کہ فص حکمت فردیہ کلمہ محمدیہ کے
بیان میں پھر فرماتے ہیں کہ آپکی حکمت فردیہ تھی اسلیئے
کہ آپ اس نوع انسانی کے اکمل موجود ہیں اسی لئے
آپسے امر شروع ہوا اور آپ ہی پر ختم کیا گیا آپ
نبی جب تھے کہ آدم پانی اور مٹی میں تھے پھر آپ اپنے
نشأۃ عنصریہ سے خاتم النبیین ہوئے محقق قیصری
شرح فصوص میں لکھتے ہیں کہ آپ اس نوع میں
اکمل موجود تھے اسلئے کہ انبیاء علیہم السلام اس نوع
کے اکمل ہیں اور انمیں سے ہر ایک اسم کلی کا مظہر
اور کل کلیات اسم جامع کے ماتحت ہیں جسکے آپ
مظہر ہیں تو آپ اس نوع کے کامل فرد ہیں اور بوجہ
آپکے اکمل الافراد ہونے کے امر وجود آپکے ایجاد روح
سے شروع ہوا۔ اور امر رسالت آخر
میں آپ پر ختم ہوا بلکہ آپ ہی بصورت
حضرت آدم ابتداء میں ظاہر ہوئے
اور آپ ہی بصورت خاتمیت اس نوع
میں ظاہر ہونگے۔ انتہیٰ۔

باجملہ حقیقت محمدی نے جب بوجود کونی تنزل
فرمایا تو آپکی وساطت سے عقول و نفوس

و لوح و قلم و عرش و کرسی و افلاک و کواکب
و ارکان و معادن و نباتات و حیوانات و انسان
که نسخهٔ جامعهٔ حقائق کونیه است منتظم گشته بود که
کارخانه وجود بترتیبی که در کلام عرفا و حکما واقع است
چنانچه گفته اند که ترتیب موجودیت این موجودات
مثل ترتیب وجود اعداد است از واحد که اثنین
موجود نمیشود مگر بوجود واحد و ثلاثه موجود نمیشود مگر
بوجود اثنین و اربعه مگر بوجود ثلاثه و هلم جرا پس موجود
نمیشود هیچ عددی مگر بعد وجود ما قبل وی در
مرتبه خود و همه موجود شد از واحد و با آنهمه واحد
عدد نیست زیرا که هر عدد که ضرب کرده شود در واحد
از آن عدد بیرون نمی آید و اگر تمام اعداد در واحد
ضرب کرده شوند چیزی از آن بیرون نه آید پس
عقل اول که عبارت است از حقیقت روح محمدی
اصل وجود تمام عالم است چه عالم امر چه عالم خلق
و واضح گشت که او ست اول وجود و آخر آن و آخر
خلق تجلیها در بطون ذات و اعلی و اکمل خلق در تجلیات
و بعین مرتبه مخلوق درجه وسیله است و معنی وسیله
سبب است پس چه آنکه اول سبب وجود خلق
بود و ابتدا او سبب قرب ایشان خواهد بود در انتها
پس حاصل گردید او را قرب معنوی و کامل گشت

و لوح و قلم و عرش و کرسی و افلاک و کواکب و ارکان
و معادن و نباتات و حیوانات اور انسان کہ نسخہ
جامعہ حقائق کونیہ ہے پیدا ہوا اور کارخانہ وجود ایسے
جس ترتیب کہ کلام عرفا و حکما میں ہے منتظم ہوا چنانچہ
انہیں کا قول ہے کہ ان موجودات کی ترتیب وجود
ویسی ہے جیسے واحد سے اعداد کی ترتیب وجود کہ
دو کا وجود بلا ایک کے اور تین کا بلا دو کے نہیں
ہو سکتا اسیطرح آخر تک تو کوئی عدد بلا وجود اپنے
ما قبل کے اپنے مرتبہ میں موجود نہیں ہوتا اور سب
اعداد ایک سے موجود ہوئے اور باینہمہ واحد عدد
نہیں اسلئے کہ جو عدد دوسرے عدد میں ضرب دیا جاتا
اس سے جدید عدد حاصل ہوتا ہے اور اگر کل عدد
ایک میں ضرب دئے جائیں تو اس سے کوئی
عدد حاصل نہوگا۔ لہذا عقل اول یعنی حقیقت محمدی
تمام عالم کے وجود کی اصل ہے کیا عالم امر کیا
عالم خلق اور یہ واضح ہوگیا کہ آپ ہی اول وجود
و آخر وجود ہیں اور بطون ذات میں بہ نسبت خلق کے
حق سے اقرب اور درجات میں اعلی و اکمل اور تمام
سبب آپکے درجہ وسیلہ کا وعدہ کیا گیا وسیلہ کے معنی
سبب کے ہیں پس آپ جیسے ابتدا میں وجود خلق کے اول سبب تھے
ویسی انتہا میں انکی قرب کا آخر سبب ہونگے لہذا آپکو قرب معنوی حاصل

علو مکان و علو مکانت گشت اکمل عالم وصفاً
وحالاً و اعظم ایشان صورتاً و معنیً علیه من الصلوٰة
افضلها و من التحیات انمٰها و اکملها
ولنعم ما قیل ۔ تو باین جمال و خوبی بر طور اگر
خرامی ۔ ارنی بگوید آنکس که بگفت لن ترانی
چه خوش فرموده است امام عبدالله یافعی در
مدح وے صلعم ۔ یا واحد الدهر یا عین الوجود
و یا غیث الانام و هادی کل حیران و تائهین
تقریر واضح شد که قابلیت وے صلعم نسبت سائر
موجودات مثل قابلیت بحر است نسبت با نهار
و جداول و قطرات زیرا که وے صلعم مستفیض و مخلوق
اول و مفیض و موجود ثانی است و فیض اقدس ذاتی
بوے متوجه است متوجه اول و از وے متوجه است
به بقیه مخلوقات بر قدر قوابل ایشان فهو الکل
والله کل الکل و نیز واضح گشت که وے صلعم نبی
الانبیا است علیه و علیهم الصلوٰة والسلام و ازینجا
است اخذ میثاق از حضرات انبیا که ایمان آرند
بوے و نصرت دهند ویرا کما فی قوله تعالیٰ
واذ اخذ الله میثاق النبیین لما
اتیتکم من کتاب و حکمة ثم جاءکم
رسول مصدق لما معکم لتؤمنن به

اور علو مکان و علو مکانت مین آپ کامل اور تمام
عالم سے وصفاً و حالاً و صورتاً و معناً اکمل و اعظم ہین
تو باین جمال و خوبی الخ کیا خوب حضرت امام
عبداللہ یافعی نے آپکی مدح مین فرمایا ہے ۔
کہ اے یکتا سے زمانہ اور اے ذات وجود اور اے
خلق کے فریادرس اور اے حیرانون کے رہنما۔
اس تقریر سے یہ واضح ہوگیا کہ آپکی قابلیت بمقابلہ
تمامی موجودات ویسی ہے جیسے دریا نہرون
اور لہرون اور قطرون کے مقابلہ مین اس لئے
کہ آپ مستفیض و مخلوق اول و مفیض و موجود ثانی ہین
اور فیض اقدس ذاتی متوجہ اول آپکی جانب متوجہ
ہوا اور آپکے ذریعہ سے حسب قابلیت بقیہ مخلوقات پر
لہذا آپ کل ہین اور حق کل الکل اور یہ بھی واضح
ہوگیا کہ آپ نبی الانبیا ہین اسی لئے حضرات انبیا
علیہم السلام سے یہ عہد لیا گیا کہ آپ پر ایمان لائین
اور آپکو مدد دین جیسا کہ اس آیتہ سے ظاہر ہے۔
کہ اور جب اللہ نے نبیون سے عہد لیا
کہ جب تمکو کتاب و حکمت دیجائے پھر تمکو
رسول آئے جو تصدیق کرنے والا ہو
تمہارے پاس کی چیزون کا تو تم اسپر
ایمان لاؤ۔

ولتنصرنه پس نبوت جمیع انبیا علیهم السلام مشروط بایمان ونصرت سید الانبیاست صلوة الله وسلامه علیه وازینست که امت او خیر الامم است وشهدا علیهم یوم القیامة قال الشارح المحقق القیصری فی شرح فصوص الحکم فی الفص الشیثی واعلم ان الانبیاء مظاهر امهات اسماء الحق وهی داخلة فی الاسم الاعظم الجامع ومظهر الحقیقة المحمدیة ولذلک صارت امته خیر الامم وشهداء علیهم یوم القیامة انتهی و باید دانست که مقام حبی اعلے مقامات کمالیه است لهذا آن سرور را حبیب گفتند زیراکه وے تعین اول حبی است که منشاء آن حب گشته وظهور جمیع حقائق بواسطه حب است پس اگر روح پاک محمدی نبودے و واسطه حبیب درمیان نبودے کسے خدا را نشناختے کنت کنزاً مخفیاً ولولاک لما خلقت الافلاک گواه این مدعااست

اور آپکی مدد کرو تو کل انبیا علیهم السلام کی نبوت آپ پر ایمان لانے اور آپ کو مدد دینے سے مشروط ہے اسی لئے آپکی امت خیر الامم اور امم سابقہ پر روز قیامت گواہ ہوگی۔ محقق قیصری نے شرح فصوص الحکم فص شیثی میں لکھا ہے کہ انبیا مظاہر امہات اسمار حق ہیں اور وہ امہات اسم اعظم جامع و مظہر حقیقت محمدیہ میں داخل ہیں اسی لئے آپکی امت خیر الامم اور انپر روز قیامت گواہ ہوگی۔ انتہے چونکہ مقام حبی اعلے ترین مقامات کمالیہ ہے اس لئے آپ کو حبیب کیا کیونکہ آپ تعین اول حبی ہیں جو اس حب کا منشا ہے اور تمام حقائق کا ظہور بواسطہ حب ہے اگر روح اقدس محمدی صلعم نہوتی اور حبیب کا واسطہ درمیان نہوتا تو کوئی خدا کو نہ پہچانتا کنت کنزاً[1] اور لولاک لما[2] اس مدعا پر گواہ ہیں ؎

؎ خیر الورےٰ امام رسل مظہر دو کون	او از خدا و ہرچہ جز او مستفے از و
او جانِ جسد عالم و حق جانِ جان ما	حق را بغیر واسطه ذاتِ او مجو

[1] یعنی میں خزانہ پوشیدہ تہا۔ اگر تو نہوتا تو میں آسمانوں کو نہ پیدا کرتا ۱۲ – [2] یعنی آپ بہترین خلق اور سب رسولوں کے سردار اور دونوں جہان کے مظہر ہیں۔ آپ خدا سے ہیں اور آپکے سوا جو کچھ ہے وہ سب آپکے احسانمند ہیں آپ تمام عالم کی جان ہیں اور حق جانِ جان ہے حق کو بغیر آپکے واسطہ کے نہ تلاش کرنا چاہیے۔ خدا نے ازل میں آئینہ وجود کے مقابل تریکی حقیقت کا آئینہ پیش کیا ہے پس یہاں ایک لطیفہ ہے وہ یہ کہ جب دو آئینے ایک دوسرے کے مقابل رکھے جاتے ہیں تو ایک کا عکس دوسرے میں جو پڑتا ہے وہ الٹا ہوتا ہے بعدہ دوسرے میں پھر جب اس میں پڑتا ہے تو سیدھا ہو جاتا ہے اسطرح وجود کی نقش ٹھیک ٹھیک اتر آتے ہیں اور اس نکتہ کو سمجھنا چاہیے ۱۲ مترجم

حق در ازل برابر آئینۂ وجود
آئینہ را مقابل آئینہ چون نہند
از اول آنچہ در دوم افتد بود بعکس
نقش وجود راست نشیند بآن یقین

آئینۂ حقیقت شمس آور روبرو
اینجا لطیفہ ایست اگر بشنوی بگو
گردد درست بازازین چون فتد در
بشناس این دقیقہ مزن دم بگفتگو

بالجملہ باید دانست کہ

مقصود ذات اوست[1] دگر راہ طفیل
ہر رتبہ کہ بود در امکان بر او ختم

منظور نور اوست دگر جملگی ظلام
ہر نعمتیکہ داشت خدا شد بروتمام

قال علیہ الصلوٰۃ والسلام
لا یکون مومنا حتی اکون احب الیہ
من نفسہ ومالہ وولدہ یعنی مومن نیست
تا وقتیکہ مرا از نفس و مال و اولاد خود دوست تر
ندارد بار خدایا این چہ طلب محبت است زیرا کہ در
عالم چیزے محبوب تر از جان و مال و اولاد نیست
و حبیب تو هم بیش تر از آن مے طلبد آخر برائے تو چہ
گذاشت بر قلب این شیفتہ مستہام ہنگام تحریر این
اوراق بظاہر از عالم دیوانگی این لطیفہ نجست ند مگر
در حقیقت از عالم دیوانگی نیست زیرا کہ مقام وے صلعم

آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خود ارشاد
ہے کہ کوئی شخص اُسوقت تک مومن نہین ہوتا
جبتک اپنی جان و مال و اولاد سے زیادہ
مجکو دوست نہ رکھے۔
یا آلہی یہ کیسی طلب محبت ہوا سلئے کہ اس عالم مین کوئی
چیز جان و مال و اولاد سے زیادہ محبوب نہین
اور تیرا حبیب اس سے زیادہ طلب فرماتا ہے
آخر پھر تیرے لئے کیا چھوڑا۔ مجہ عاشق حیران کے
قلب پر ان اوراق کو لکھتے وقت بظاہر عالم دیوانگی سے لطیفہ
القا کیا مگر درحقیقت یہ دیوانگی نہین ہے[illegible]

[1] یعنی آپ کی ذات اصل مقصود ہے اور باقی جو کچھ ہے وہ آپکے طفیل مین ہے۔ آپکا نور منظور حقیقی ہے اسکے سوا اندھیرا ہی اندھیرا ہے۔ مراتب مین جو مرتبہ ممکن ہوسکتا ہے وہ آپ کو حاصل ہے اور جو نعمت خدا کے پاس تھی وہ آپکو ملی ۱۲

اقتضائے ہمین محبت دارد و محبت او بدرجہ کمال
قولاً و فعلاً و صورتاً و معناً محبوب حق گرداند لانہ محبوبہ
وحبہ عین حبہ وفیہ قال عزمن قائل
قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ
اینست سبب برگزیدگی او از ہمہ برگزیدگان و ہمین تسمیہ
او بحبیب اگرچہ حب ایمانی و جذب روحانی مقتضی
آن نیست کہ ختم کلام کنم و بجز مضمون حب سید انام مضمونی
دیگر آشنائے زبان نمایم سہ ومن مذہبی
حب الرسول وآلہ وللناس فیما یعشقون
مذاہب لیکن من کجا و بیان آن حقیقت کجا سہ
آن عقل کجا کہ در کمال تو رسد ؛ وان روح کجا کہ در جلال
تو رسد ؛ گیرم کہ تو پردہ برگرفتی ز جمال ؛ آن دیدہ کجا کہ
در جمال تو رسد۔ ناگزیر ختم کلام بوصلے میکنم کہ موصل
الی المقصود باشد

وصل حقیقت محمدیہ را در ہر دو عالم ظہوریست لایق
بحال آن عالم نیست ظہورے در عالم اجسام مثل
ظہورے در عالم ارواح زیرا کہ در عالم اجسام تنگی است
مثل عالم ارواح گنجائش ندارد ہمچنین نیست ظہورے
در عالم معنی مثل ظہورے در عالم ارواح زیرا کہ عالم معنی

اسی محبت کا مقتضی ہے کیونکہ آپکی محبت کامل قولاً و
فعلاً و صورتاً و معناً محبوب حق کردیتی ہے اس لئے
کہ آپ اُسکے محبوب ہین اور اُسکے محبوب کی حب
مین اُسکی حب ہے۔ اسی بارہ مین ارشاد ہے کہ کہدو
(اے محمد) کہ اگر تم خدا کو دوست رکھتے ہو تو میری
متابعت کرو خدا تمکو دوست رکھیگا۔ تمام برگزیدہ
لوگون سے آپکی برگزیدگی کا سبب اور حبیب کی وجہ تسمیہ
یہی ہے اگرچہ حب ایمانی و جذب روحانی اس کا مقتضی نہین
کہ مین گفتگو ختم کرون یا بجز آپکی حب کے کوئی دوسرا مضمون
زبان پر لاؤن سہ ومن مذہبی الخ اور میرا مذہب رسول
اور آپکی اولاد کی حب ہے اور اوروں کے لئے جس چیز مین وہ
عشق رکھتے ہین مذہب ہے لیکن کہان مین اور کہان اُسکی
حقیقت کا بیان سہ آن عقل کجا کہ در کمال تو رسد الخ ناچار
ایک وصل پر جو موصل الی المقصود ہو کلام ختم کرتا ہون۔

وصل حقیقت محمدیہ کا ہر عالم مین اُسکے لایق حال
ایک ظہور ہے جیسا آپکا ظہور عالم ارواح مین ہے ویسا
ظہور عالم اجسام مین نہین ہے کہ عالم ارواح کیطرح عالم
اجسام وسیع نہین بلکہ تنگ ہے اسیطرح جیسا ظہور عالم
معنی مین ہے ویسا ظہور عالم ارواح مین نہین ہو کہ عالم معنی

ے یعنی نہ آپ کے کمال تک کوئی عقل پہونچ سکتی ہے نہ آپ کے جلال تک کوئی روح۔ فرض کیا جائے
کہ آپ اپنے جمال سے خود پردہ اُٹھا دیں تو ایسی آنکھ مین کہان جو نظارہ جمال کی تاب لا سکین ۱۲ مترجم

از عالم ارواح الطف و اوسع است همچنین نیست
ظهور وے در ارض مثل ظهور او در آسمان و نیست ظهور
او در آسمانها مثل ظهور او از مین عرش و نیست ظهور او
از مین عرش همچو او از فوق عرش و عند الله که نه آنجا
این ست و نه کیف پس در هر مقام ظهور وے اعلیٰ
و اکمل و اتم و الطف است از مقام اول و هر ظهور را
جلالتے و هیبتے است بقدر محل وے تا آنکه تناهی شود
بجلی که استطاعت ندارد کسیکه به بیند او را در وے
هیچ از انبیا و اولیا و الیه اشار صلی الله علیه
وآله قد حسنه وکماله لی مع الله وقت
لا یسعنی فیه غیر ربی وفی روایة لی مع الله
وقت لا یسعنی فیه ملک مقرب ولا نبی
مرسل فقط صرحه المحققون هذا والله الهادی
الی سبیل الرشاد ومنه المبداء والیه المعاد
وصلی الله علی اول خلقه و اعظم خلفائه
الذی هو مظهر لطفه و نور عرشه وجعلنا
من احبابه الذین لا خوف علیهم ولا هم
یحزنون وهو علی ما یشاء قدیر و بالاجابة
جدیر باقیماند جواب این فقره که نور او را با آدم نهادند
الخ گوییم اگر شاید مراد سائل از لفظ آدم ذات خاص

عالم ارواح سے بہت لطیف و وسیع ہے اسیطرح
جیسا ظہور آپکا آسمان پر ہے ویسا ظہور زمین پر نہیں اور
جیسا ظہور زمین عرش پر ہے ویسا ظہور آسمانوں پر نہیں
اور جیسا ظہور فوق عرش و عند اللہ ہے جہاں نہ این[1]
ہے نہ کیف ویسا ظہور زمین عرش پر نہیں ہر مقام پر آپکا
ظہور مقام اول سے اعلیٰ و اکمل و الطف ہے اور ظہور کیلیے
لئے موافق اُسکے محل کے ایک جلال و ہیبت ہے
یہانتک کہ انتہا اُس تجلی پر ہے جسکے دیکھنے کی استطاعت
کسی نبی و ولی میں نہیں اُسیکی طرف آنحضرت صلعم نے
اشارہ فرمایا کہ میرے لیئے اللہ کے ساتہ ایک وقت ہے
جسمیں ملک مقرب و نبی مرسل کی گنجایش نہیں اور
ایک روایت میں ہے کہ میرے لئے اللہ کے ساتہ
ایک وقت ہے جسمیں بجز میرے پروردگار کے اور کسی کی
گنجایش نہیں اسکی تصریح جو محققین نے کی وہ بیان
ہوی اور اللہ ٹہیک راستہ کیطرف ہدایت کرتا ہے اور اُسی
سے ابتدا اور اُسیکی طرف عود ہے اور اللہ کا درود اُسکی اول خلق اور
بزرگ خلیفہ پر جو اُسکا مظہر لطف و نور عرش ہے اور ہمکو اپنے ان
دوستونمیں کرے جنکو کوئی خوف ہے اور نہ غمگین ہونگے وہ جو چاہتا ہے
اُس پر قادر ہے اور جواب دینا اُسکو لائق ہے اب اس فقرہ کا جواب باقی رہا
کہ آپکا نور آدم میں کیوں کہا میں کہتا ہوں کہ اگر لفظ آدم سے سائل کی مراد
ذات خاص—

[1] این مکان سے سوال کے معنی میں آتا ہے ۱۲

حضرت ابو البشر آدم علیہ السلام است فصریح
البطلان واگر مراد نوع آدم است پس جواب ش
اینکہ آدم مظہر اتم است کہ سوائے وجوب ذاتی
مظہر جملہ اسما و صفات گردیدہ اگرچہ بالفعل ظہور
آن صفات در بعضے بسبب عوائق یافتہ نشود
لیکن قابلیتِ ظہور جمیع اسما و صفات دارد و
مشاہدۂ مجمل در مفصل و ملاحظۂ مفصل در مجمل انفراداً
و اجتماعاً خاصہ اوست دیگر موجودات ازین قسم
ادراک محروم اند و قابلیت آن ندارند و عالمِ مفصل را
انسانِ کبیر گویند و اول ظہور اوست بصورتِ عقل
اول کہ اول ما خلق اللہ نوری اشارت
بآنست و عالم مجمل را انسانِ صغیر گویند و لا یخفی
ما بینہما من المناسبۃ پس کیست کہ تحمل نور
آن مخزن کنز وجود و مفتاح خزانۂ جود بکند لسان الغیب
حافظ شیراز گوید ع آسمان بار امانت نتوانست
کشید بقرعۂ فال بنام من دیوانہ زدند۔ والیہ
الاشارۃ فی قولہ تعالی انا عرضنا الامانۃ
علی السموات والارض والجبال فابین
ان یحملنہا و اشفقن منہا و حملہا الانسان
انہ کان ظلوما جہولا عارفِ کامل و محقق
عامل شاہ ولی اللہ محدث دہلوی در ہمعات میفرماید

حضرت ابو البشر آدم علیہ السلام ہی تو صریحی
باطل ہی اور اگر نوع آدم مراد ہی تو اسکا جواب یہ ہے
کہ آدم مظہر اتم ہی جو بجز وجوب ذاتی کے کل اسمائے
صفات کا مظہر ہی اگرچہ بالفعل بوجہ بعض عوائق کے
بعض میں اُن صفات کا ظہور نہ پایا جائے لیکن
کل اسما کے ظہور کی قابلیت رکھتا ہی مجمل کو مفصل
مفصل کو مجمل میں علیحدہ و یکجا دیکھنا اسکا خاصہ ہے
باقی موجودات ایسی ادراک سے محروم ہیں اور انکی
قابلیت نہیں رکھتی۔ عالم مفصل کو انسان کبیر کہتی ہیں
اور اسکا ظہور سب سے اول بصورت عقل اول ہی کہ
اول جس چیز کو اللہ نے پیدا کیا وہ میرا نور ہی اسکی
طرف اشارہ ہی۔ اور عالم مجمل کو انسان صغیر کہتی ہیں
ان دونوں میں جو مناسبت ہی وہ پوشیدہ نہیں
پس کون ایسا ہی جو اُس مخزن کنز وجود و مفتاح خزانۂ جود
کے نور کا تحمل کری لسان الغیب حافظ شیراز کہتی ہیں ع
آسمان بار امانت نتوانست کشید الخ اسی طرف اس آیۃ
میں اشارہ ہی کہ ہمنے امانت آسمانوں اور زمینوں
اور پہاڑوں پر عرض کی سب نے اسکے اٹھانے سے
انکار کیا اور عاجز ہوے اور اسکو انسان نے
اٹھایا بیشک وہ ظالم اور جاہل تھا۔ عارف کامل
و محقق عامل حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ہمعات میں فرماتے ہیں

وازینجا است کہ اورا بکن و مکن مکلف ساختند
و مہمل نگذاشتند بخلافِ بہائم و ملائکہ در ایشان
تعارضِ قوی نبود قال اللہ تعالیٰ وحملها
الانسان انہ کان ظلوما جهولا ظلوم آنست
کہ متصف بعدل نباشد و قابلیتِ آن دارد و
جہول آنست کہ بالفعل علم ندارد و قابلِ آن باشد انتہیٰ
والمقصود ههنا من النقل هو هذا
التفسير فتدبر۔

مسئلہ نہم اگر مسئلہ وحدتِ وجود حق
پس عذاب و ثواب چیست جواب حضرت
وجود را اسمای متقابلہ اند بعضے لطفی اند بعضے قہری
تعطیل اسمی از اسمای حق جائز نیست والیہ
الاشارة فی قولہ امیر المؤمنین وامام
الموحدین شمس المشارق والمغارب
سیدنا ومولانا علی ابن ابی طالب
کرم اللہ وجهہ سبحان من اتسعت
رحمتہ لاولیائہ فی شدة نقمتہ
واشتدت نقمتہ لاعدائہ فی سعة
رحمتہ زیرا کہ رحمتِ الٰہیہ متفاوت است
بحسب تفاوت اقتضای اعیان مثلاً عین
سمندر اقتضای آتش دارد و عین ماہی اقتضای آب

کہ یہین سے انسان کو کن و مکن کی تکلیف دی اور
مہمل و بیکار نہ کیا بخلاف بہایم و ملایکہ کے کہ اُن مین
تعارضِ قوی نہ تہا اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اور اُسکو
انسان نے اُٹھا یا بیشک وہ ظالم و جاہل تہا۔ ظلوم
وہ ہی جو متصف بعدل نہو لیکن اُسکی قابلیت رکہتا ہو
اور جہول وہ ہی جو بالفعل علم نہ رکہتا ہو لیکن اُسکی
قابلیت رکہتا ہو انتہیٰ۔ میرا مقصود یہان اُسکی
نقل سے اِس آیت کی تفسیر کرنا تہی پس غور کرو۔

نوان مسئلہ اگر مسئلہ وحدتِ وجود حق ہی
تو عذاب و ثواب کیا۔ جواب حضرتِ وجود
کے اسماءِ متقابلہ ہین بعضے لطفی بعضے قہری اور کسی
اسم کا تعطیل جائز نہین اِسیطرف امیر المومنین امام
الموحدین شمس المشارق والمغارب سیدنا و مولانا
علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کے ارشاد مین اشارہ
ہے کہ پاک وہ ذات ہی جسکی رحمت نے اپنے
اولیا کو اپنے شدتِ قہر مین سمالیا اور
اُسکا قہر اپنے دشمنون کے لئے وسعتِ رحمت
مین سخت ہوگیا۔ اسلئے کہ جیسے ہر چیز کے اعیان
ثابتہ کے تقاضے مختلف ہین ویسی ہی رحمتِ الٰہی ہی
اُنہین تقاضون کی مناسبت مختلف ہی مثلاً سمندر
کا عین ثابتہ آگ کا مقتضی ہی اور مچہلی کا عین ثابتہ

آب و عین حیوانات ہوائی اقتضائے ہوا پس
کسیکہ مظہر اسم جمالی است ہمیشہ در جنت است و کسیکہ
مظہرِ اسم جلالیست ہمیشہ در دوزخ است و کسیکہ
مظہرِ اسم جمالیست و باقتضائے استعداد مرتکب
افعالِ اہلِ جحیم نیز گشتہ چندے در آتشِ دوزخ
ماندہ عود بطہارتِ اصلیہ خود خواہد نمود۔ ہادی
نیز اسمیست از اسمائے وے تعالےٰ و مآل آن
برحمت است و مظہرش مرحوم و سعید چنانچہ حضرات
انبیاء و اولیاء و مومنان مظہر آن اسم اند علے قدر
مراتبہم و سید رسل و ہادی سبل صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم مظہر اتم آنست۔ و مضل نیز اسمیست از اسمائے
حق کہ مآل آن بقہر است و مظہرش مقہور و شقی۔
چنانچہ مشرکان و کفار مظہر آن اسم اند و شیطانِ رجیم
مظہرِ اتم آنست والیہ الاشارۃ فی قولہ تعالےٰ
فمنہم شقی و سعید الآیۃ بالجملہ این
ثواب و عذاب و راحت و الم راجع بقیدات
است نہ بآن حقیقت کہ ازین ہمہ منزہ است و
ظہور راحات و آلام نیز باعتبار این تقید است
نہ باعتبارِ اطلاق قال الشیخ قدس سرہ
فی الفتوحات المکیۃ فھو عین کل
شئ فی الظہور وما ھو عین الاشیاء

پانی کا مقتضی اور حیوانات ہوائی کا عین ثابت
ہوا کا مقتضی۔ لہذا جو شخص مظہر اسم جمالی ہو وہ ہمیشہ
جنت مین اور جو مظہر اسم جلالی ہو وہ ہمیشہ دوزخ مین ہی
اور جو شخص مظہر اسم جمالی ہو مگر باقتضائے استعداد افعال
بد کا بھی مرتکب ہو اوسکو دونون دوزخ مین رکھکر
اپنے طہارتِ اصلی کو عود کریگا۔ اسمائے حق مین سے
ہادی بھی ایک اسم ہی جسکا انجام رحمت پر ہی اور اُسکا
مظہر مرحوم و سعید چنانچہ حضرات انبیا و اولیا و مومنین
درجہ بدرجہ اُس اسم کے مظہر ہین اور آنحضرت صلعم
اُسکے مظہر اتم ہین۔ اسیطرح اسمائے حق مین سے
مضل بھی ایک اسم ہے جسکا انجام قہر ہے اور
اُسکے مظہر مقہور و شقی چنانچہ مشرکین و کفار اُسکے
مظہر ہین اور شیطان رجیم اُسکا مظہر اتم ہے۔ اسیطرف
اِس آیت مین اشارہ ہے کہ اُنمین سے بعض نیکبخت
ہین اور بعض بدبخت بالجملہ یہ عذاب و ثواب
و راحت و رنج مقیدات کی طرف راجع ہین نہ
حقیقت کی طرف کہ وہ اِن سب سے منزہ ہے اور ظہور
راحت و رنج بھی باعتبار تقید ہے نہ باعتبار
اطلاق۔ شیخ اکبر قدس سرہ فتوحات مکیہ مین
فرماتے ہین کہ وہ ظہور مین ہر چیز کا عین ہے
اور وہ اشیا کا عین اُنکی

فی ذاتہا بل ہو ہو والاشیاء اشیاء
نیست وجدان محققان و اعتقاد صوفیان و در حقیقت
آنرا با عقاید علماء ظاہر رحمۃ اللہ علیہم مخالفتے نیست
در ربط حادث با قدیم مگر آنکہ علماء ظاہر ربط اتحاد
حق بعالم میدہند بہ تباین این حقیقتین و حضرات
صوفیہ بے تباین و اتحاد و بے انقسام و تجزی و
تبعیض و احکام واجب بر واجب و احکام عالم
بر عالم مرتب میدارند بحیثیتے کہ احکام یکے بر دیگرے
مرتب نگردد عارف و محقق سامی مولانا نور الدین
عبد الرحمن جامی نقشبندی کہ از محققین ارباب
وجود است میفرماید وجود بر جمیع موجودات ذہنی
و خارجی محمول میشود اما او را مراتب متفاوت است
بعضہا فوق بعض و در ہر مرتبہ او را اسامی
و صفات و نسب و اعتبارات مخصوصہ است
کہ در سائر مراتب نیست چون مرتبہ الوہیت و ربوبیت
و مرتبہ عبودیت و خلقیت پس اطلاق اسامی
مراتب الوہیت مثلا اللہ و رحمن و غیرہا
بر مراتب کونیہ عین کفر و محض زندقہ باشد و ہمچنین
اطلاق اسامی مخصوصہ بمراتب کونیہ بر مرتبہ الٰہیہ غایت
ضلال و نہایت خذلان باشد ہ [۱] ای بردہ گمان

ذاتوں میں نہیں ہے بلکہ وہ وہی ہے اور اشیا اشیا ہیں
یہ محققین صوفیہ کا اعتقاد و وجدان ہے اور درحقیقت انکو
اور علماء ظاہر میں بابت عقیدہ ربط حادث با قدیم
کوئی ایسی مخالفت نہیں صرف یہ کہ علماء ظاہر دونوں
حقیقتوں کو ایک دوسری سے فرق کرکے حق کو عالم سے
ربط دیتے ہیں اور حضرات صوفیہ بغیر فرق کرنے اور ملانے
اور بغیر تقسیم کرنے اور ٹکڑے کرنے کے واجب کے احکام واجب
اور عالم کے احکام عالم پر اسطرح مرتب رکھتے ہیں کہ ایک کے
احکام دوسرے پر مرتب نہیں ہوتے ۔ عارف و محقق سامی
مولانا نور الدین عبد الرحمن جامی نقشبندی جو محققین ارباب
وجود میں سے ہیں فرماتے ہیں کہ وجود کل موجودات
ذہنی و خارجی پر محمول ہوتا ہے مگر اسکے مراتب میں فرق ہے
بعض مراتب بعض سے بڑے ہوئے ہیں ہر مرتبہ میں اسکے
اسما و صفات و نسب و اعتبارات مخصوصہ ہیں جو
دوسرے مراتب میں نہیں جیسے مرتبہ الوہیت و ربوبیت
و مرتبہ عبودیت و خلقیت پس جو اسما مراتب الوہیت
کے لئے خاص ہیں مثلاً اللہ و رحمن وغیرہ انکا اطلاق مراتب
کونیہ پر عین کفر و زندقہ ہے ایسے ہی جو اسما مراتب کونیہ کے
لئے مخصوص ہیں انکا اطلاق مراتب الوہیت پر نہایت
گمراہی و بدبختی ہے ہ [۱] اے بردہ گمان کہ

[۱] یعنی اگر صاحب تحقیق ہو اور سچائی و یقین کی صفات سے متصف ہونا چاہتے ہو تو واضح رہے کہ وجود کی ہر مرتبہ کے لئے ایک علیحدہ حکم ہے جو حفظ مراتب نہ کرے وہ زندیق ہے ۱۲ مترجم ۔

صاحبِ تحقیقی ؛ واندر صفت صدق و یقین صدیقی ؛
هر مرتبه از وجود حکمے دارد ؛ گر حفظ مراتب نکنی زندیقی ؛
انتہے هذا والله ولی التوفیق و بیده
ازمة التحقیق یهدی من یشاء و یضل
من یشاء ۔

مسئله دیگر اگر صاحب ارشاد جواب قائل
مسئله وحدت وجود است فرق ناقص و کامل بیان
فرماید پس فرق مابین انبیا و اولیا نتوان نهاد ۔

جواب مناسبت و فصاحت و سلاست الفاظ
این سوال بلکه جمله سوالهاے ما سبق و بلاغت معانی
آنها عموما و تفریع این سوال خصوصا مخفی نیست
در بساطِ نکته دانان خود فروشی شرط نیست ؛ یا سخن
دانسته گو اے مردِ عاقل یا خموش ۔ گرد او در بند لیکن
نباید افتادن و سخن باید گفتن در جواب لیکن تذکرة لاولی
الالباب باید دانست که کامل درین مسئله آنست که بوجدان
و ذوقِ حقیقی حق را یگانه بیند و هم بیگانه یعنی صاحب جمع
باشد که وجه اطلاق حاجب سا تر وجه تقیید نشود و وجه تقیید
مانع وجه اطلاق نگردد تنزیه در عین تشبیه و تشبیه در عین تنزیه بیند

صاحب تحقیق الخ انتہے

اور اللہ مدد دینے کا مالک ہے اور اسی کے قبضہ
قدرت میں عنانِ تحقیق ہے جسکو چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے
اور جسکو چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے ۔

سوال دوسرا مسئله اگر جواب دینے والے صاحب
وحدت وجود کے قائل ہیں تو ناقص و کامل کا فرق
بیان فرمائیں پس فرق انبیا و اولیا میں کرنا چاہیے

جواب اس سوال بلکہ سوالات گذشتہ کے الفاظ
کی مناسبت و فصاحت سلاست اور انکی معانی کی بلاغت
عموما اور اس سوال میں جو بات پیدا کی گئی ہے وہ خصوصا
پوشیدہ نہیں ہے ۔ در بساط نکته دانان الخ
لیکن اسکا خیال نہ کرنا اور بات کا جواب دینا چاہیے
تاکہ عقلا کے لئے یادگار رہو ۔
جاننا چاہیے کہ کامل وہ ہے جو ذوق و وجدان سے
حق کی یکتائی مشاہدہ کرے اور دوئی کا بھی لحاظ رکھے یعنی
صاحب جمع ہو اس طرح پر کہ وجہ اطلاق وجہ تقیید کیلئے حجاب نہ ہو
نہ وجہ تقیید وجہ اطلاق کیلئے نقاب تنزیہ عین تشبیہ اور تشبیہ عین تنزیہ

[1] یعنی سمجھدار کو بے تکی بات کہکر اپنی سبکی کرنا نہیں زیبا یا تو آدمی بات سمجھکے کہے یا چپ رہے ۱۲ مترجم [2] وجہ اطلاق و وجہ تقیید یہ دونوں وجہیں باعتبار ذات ہیں ایک تو باعتبار سقوط کل اعتبارات ذات کے اور دوسری باعتبار ان اعتبارات کے اثبات کے کیونکہ ذات حق وجود بحت سے مراد ہے اور وہ ایک حیثیت سے مطلق ہے اور دوسری حیثیت سے مقید ۱۲ مترجم
[3] تنزیہ ذات حق کو عیوب نقصان امکانیہ سے پاک جاننا اور باوجود ان اعتبارات و ظہورات کے اسکو ہر حال میں مجرد و منزہ ماننا ۱۲ مترجم
[4] تشبیہ ظہور ذات حق مع اسما و صفات مظاہر کونیہ میں باعتبار تنزل و تجلی حسب تقاضائے ذاتی و مقتضیات اعیان ۱۲ مترجم

عارفان ومحققان کامل است قال المحقق السامی
فی کتابه الفصوص فی الفص النوحی –
فان قلت بالتنزیه کنت مقیداً ۞ وان
قلت بالتشبیه کنت محدوداً ۞ وان
قلت بالامرین کنت مسدداً ۞ وکنت
اماماً فی المعارف وسیداً ۞ فمن قال
بالاشفاع کان مشرکاً ۞ ومن قال بالافراد
کان موحداً ۞ فایاك والتشبیه ان کنت
ثانیاً ۞ وایاك والتنزیه ان کنت مفرداً
فما انت هو بل انت هو وتراه ۞ فی عین الامور
مسرحاً ومقیداً – وکسیکه باستیلاے وحدت
مرتبه خلق را محو سازد مغلوب الحال است ومغلوب
معذور وغلبه حال برعلم صاحب حال نوعے از نقصان
است وکسیکه رویت خلق اورا از مشاهدهٔ حق ساتر شود
محجوب است وکسیکه بمجرد علم وحدت یا بتوهم حظوظ
آن علم مرتبهٔ خلق را بهم دارد چنانچه اکثر درین وقت بوجه
قرب قیامت یافته میشود الا ماشاء الله ملحد وزندیق
است نعوذ بالله منه – باید دانست که حصول مرتبهٔ
کمال عرفان منوط بکمال اتباع سرور کائنات است

عارفین ومحققین کامل کی دید ہی حضرت شیخ اکبر اپنی
کتاب فصوص کے فص نوحی مین فرماتے ہین –
کہ پس اگر تو تنزیہ صرف کا قائل ہوگا تو حق کو مقید
کریگا اور اگر تشبیہ محض کا قائل ہوگا تو حق کو محدود
کریگا اور اگر ان دونون باتون یعنی تنزیہ وتشبیہ کا
قائل ہوگا تو راہ راست پر چلیگا – اور معارف مین
پیشوا وسردار ہوگا – پس قائل اشفاع یعنی دوئی
مشرک ہوا – اور قائل افراد یعنی یکتائی موحد – لہذا
تشبیہ محض سے بچ اگر دوئی کا قائل ہے – اسیطرح
تنزیہ صرف سے بچ اگر توحید کا قائل کیونکہ تو وہ نہین ہے
بلکہ تو وہ ہے اور تو اسکو عین اشیا مین مطلق ومقید دیکھتا ہے
اور جو شخص بغلبۂ وحدت خلق کو محو کردے وہ مغلوب الحال
اور مغلوب معذور ہے غلبۂ حال صاحب حال کو علم پر
نقص ہے اور جسکو رویت خلق مشاہدۂ حق سے حاجب ہو
وہ محجوب ہے اور جو شخص بمجرد علم وحدت یا بتوہم حظوظ
اس علم کے مرتبۂ خلق اٹھادے جیسا کہ بیشتر اس زمانہ
مین بوجہ قرب قیامت پایا جاتا ہے الا ماشاء اللہ
وہ ملحد وزندیق ہے نعوذ باللہ منہ – مرتبۂ کمال عرفان حصول
متابعت نبوی صلعم پر موقوف ہے –

لہ فما انت هو الخ یعنی بسبب تیرے مقید وممکن ومحتاج ہونے کے اسکی طرف تو حق نہین ہے تو اس اعتبار سے تو غیر حق ہے
اور اس اعتبار سے کہ تیری ہویت عین ہویت حق ہے تو حق ہے اور حق اشیا مین ایک وجہ سے مطلق ہے اور ایک وجہ
سے مقید یعنی بوجہ باطن اشیا کے مطلق اور باعتبار تعینات اور ظاہر کے مقید ۱۲ مترجم

پس عارفے کہ اتباعِ شریعتِ غرّا در وے بیشتر عرفانِ او
کامل تر محال است سعدی کہ راہِ صفا بتوان رفت
جز در پئے مصطفیٰ حضرتِ انبیا ہمہ ہادی و ہدایتِ عرفان اند
و سرورِ انبیا بدرِ کامل است و ہر ولی بر قدمِ یکے از انبیاست
صلوات اللہ علیہم اجمعین و کسیکہ بر قدمِ سید الانبیا است
او سید الاولیا است مثل سید الشرفا محبوبِ سبحانی محی الدین
شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ و لہٰذا ایشان فرمایند

قدمی ہذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ و نیز در قصیدۂ

غوثیہ فرمودہ و کل ولی لہ قدم وانی ۔ علی قدم

النبی بدر الکمال ۔ و از نیست کہ سلوک و شہود ایشان
در جمیع ازمنہ و احوال حفظِ احکامِ شریعت و مشاہدۂ اسرارِ حقیقت
نظیر نداشت و بوجہ ہمین جامعیتِ کلیۂ ظاہری و باطنی
بعد از امام حسن عسکری علیہ و علی آبائہ الصلوٰۃ والسلام منصبِ
ولایتِ کبریٰ بوے رضی اللہ عنہ بخشیدند و فیوض و برکات
کارخانۂ ولایت از جنابِ الٰہی اول بروے رضی اللہ عنہ نازل
میشوند و از اینجا قسمت شدہ حسبِ استعداد و ہر یکے از
اولیا میرسد و کسے را بے توسلِ او فیضے نمیرسد و کسے بغیر از
واسطہ او درجہ ولایت نمی یابد اقطابِ جزوی و ابدال
و اوتاد و نجبا و نقبا و جمیع اقسامِ اولیاء خدا بوے محتاج اند

و لہٰذا باین بیت ترنم فرمودہ ۔ افلت شموس

الاولین و شمسنا ۔ ابداً علی افق العلی لا تغرب

جس عارف مین اتباعِ شریعت زائد ہوگا اسکا عرفان
بھی کامل ہوگا سعدی محال است سعدی کہ راہِ صفا الخ ۔[له]
حضرات انبیا علیہم السلام ہدایت و عرفان کے ستارے
ہین اور حضرت سرورِ انبیا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم بدرِ کامل
ہر ولی ایک نبی کے قدم پر ہوتا ہے جو شخص حضرت سید الانبیا
صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے قدم پر ہو وہ سید الاولیا ہے جیسے
سید الشرفا محبوبِ سبحانی محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی

رضی اللہ عنہ اسی لئے یہ آپکا ارشاد ہے کہ میرا یہ قدم تمام

اولیا اللہ کی گردن پر ہے نیز قصیدہ غوثیہ مین فرماتے ہین

کہ ہر ولی کو لئے قدم ہے اور مین بر قدمِ نبوی صلعم بدرِ کامل
ہون اسی لئے آپکا سلوک و شہود احکامِ شریعت کی پابندی
اور اسرارِ حقیقت کو مشاہدہ مین کل زمانون سے بے نظیر تھا
اور اسی جامعیتِ کلیۂ ظاہری و باطنی کیوجہ سے حضرت
امام حسن عسکری علیہ السلام کے بعد آپکو منصبِ ولایتِ کبریٰ
بخشا گیا حضرتِ حق سے فیوض و برکات اولاً آپ پر
نازل ہوتے ہین پھر آپکے ہاتھ سے تقسیم ہوکر حسبِ استعداد
ہر ولی کو پہنچتے ہین کسیکو بغیر آپکے ذریعہ کے کوئی فیض نہین
ملتا اور نہ کوئی بے آپکے واسطے کے درجہ ولایت پاتا ہے
اقطاب جزئی اور ابدال اوتاد و نجبا و نقبا غرضکہ کل اولیاء اللہ

آپکے محتاج ہین اسی لئے آپنے فرمایا کہ اگلون کے آفتاب

ڈوب گئے اور ہمارا آفتاب ہمیشہ سے بلند افق پر ہے جو کبھی ڈوبنے کا نہین

له یعنی اے سعدی راہِ صفا پر چلنا بغیر متابعت حضور کے ممکن نہین ۱۲ مترجم

این همه نتیجه جامعیت ظاهری و باطنی است علی
الوجه الاتم والاکمل بدانکه ظاهر و باطن نیز از اسماء
حق اند و نیز ظاهر و باطن یعنی اضافی اند چیزے راکه
ظاهر خواهد بود هم باطن خواهد بود و ممکن نیست تصور
یکے بدون دیگرے پس احکام ظاهر مظاهر اسم ظاهر اند
و عوام و خواص بآن مکلف اند و باطن شریعت احکام
طریقت است که از لوازم مظاهر اسم باطن است بوجه
بطون و تفاوت استعدادی آدم و عامه خلائق بآن
مکلف نیستند و ازین است که مسئله وحدت وجود را
از مهمات ایمانی نه پنداشته اند و از تمهید این مقدمه
در متخ گردید که هر جا که ظاهر شریعت مفقود باطن شریعت
هم معدوم و ازینجا است ؎ خلاف پیمبر کسے رہ گزید
که هرگز بمنزل نخواهد رسید - زیاده اظهار این مسئله
وحدت وجود و دیگر حقائق توحید و تجرید و تفرید اکثر عوام
را بالحاد و زندقه مے اندازد و موجب بیقیدی میگردد و بلکه
سالک مبتدی هم ضرر است که از کار یکلی باز میدارد
چنانچه حضرت مخدوم شیخ سعد خیرآبادی در شرح رساله
مکیه از مکتب عارفان شیخ قوام الدین قدس سره نقل
میفرماید که بعضے مخالفت طریقت در ارشاد کشاده اند
و بطریق تعمیم هر متعلم را که متوجه ایشان میشود -

یہ سب جامعیت کاملہ ظاہری و باطنی کا نتیجہ ہے
جاننا چاہیے کہ ظاہر و باطن بھی اسماے حق ہیں
نیز ظاہر و باطن یعنی اضافی ہیں جس چیز کا ظاہر ہوگا
اسکا باطن بھی ہوگا اور ایک کا تصور بلا دوسرے کے
ممکن نہیں احکام ظاہر اسم ظاہر کے مظاہر ہیں اور
عوام و خواص اس سے مکلف ہیں اور باطن شریعت
احکام طریقت ہیں جو مظاہر اسم باطن کے لوازم
ہیں اور بسبب بطون و فرق استعداد بنی آدم عام
خلائق اس سے مکلف نہیں اسی لئے مسئلہ وحدت وجود
مہمات ایمانی سے نہیں سمجھا جاتا اس مقدمہ کی تمہید سے
یہ امر واضح ہوگیا کہ جہاں کہیں ظاہر شریعت مفقود ہے وہاں باطن شریعت
بھی معدوم ہے ؎ خلاف پیمبر کسے رہ گزید الخ زیادہ
اس مسئلہ وحدت وجود اور حقائق توحید
و تجرید و تفرید کا اظہار اکثر عوام کو الحاد و زندقہ میں
مبتلا کرکے بے قید کر دیتا ہے بلکہ سالک مبتدی کو
بھی مضرت ہے کہ بالکل بیکار کر دیتا ہے چنانچہ
حضرت مخدوم شیخ سعد خیرآبادی شرح رسالہ مکیہ میں
مکتب عارفین شیخ قوام الدین قدس سرہ سے
نقل کرکے لکھتے ہیں کہ بعضوں نے مخالف طریقت تلقین و
ارشاد کا دروازہ کھول دیا ہے اور عموماً ہر متعلم کو جو انکی طرف متوجہ ہو

؎ یعنی جو شخص رسول کے خلاف راستہ چلیگا وہ ہرگز منزل مقصود کو نہ پہنچے گا ۱۲ -

بترکِ علم تحریص میکنند آن مسکین در بدایت حال
نه مقام ابرار گرفته و نه مقام سالکان مقرب یافته
ترکِ علم در حق اینچنین کس نمودن در خرابات گشودن در
بطالت است باز بلاے دیگر اینکه قبل
استقامت حی اللہ بمریدان ذکر النفی وجود غیر و فنا
فی اللہ و ذکر التوحید تلقین میکنند و در بدایت حال
همین سالکین که هنوز از مقام ابرار خبر ندارند
ارشاد ذکر در ضلالت و گمراهی مے افکنند و از کار
بیکار میسازند و جائے دیگر فرماید که ای درویش محک
معیار اینکار کتاب و سنت و سیرت سلف است
و جائے دیگر میفرماید که در خزانهٔ جلالی مسطور است که حضرت
سید السادات سید جلال بخاری فرمود یکے از علامات
قیامت آنست که علما فاسق گردند و صوفیان جاهل
اعاذنا اللہ من ذلک اے عزیز این روز همان
روز است که صوفیان بمعائنه دیده میشوند که بے علم
و بے تربیت طریقها و روشهاے نو پیدا کنند و تلقین ذکر
چنانچه مسلسل از مصطفی صلعم در کتب صوفیه مے آید
میگذارند و بہ معتقد گردانیدن خلقے را بر گونه دیگر
پیدا کنند و عوام را بحیرت اندازند و از راه راست
دور اندازند و بعضے شنیدیم که هوا که در میان آسمان
و زمین است طالبانِ خدا را بمعائنه آن بدارند

ترکِ علم کی رغبت دلاتے ہین وہ بیچارہ اپنی شروع
حالت مین نہ ابرار ہوتا ہے نہ سالکِ مقرب ایسے
شخص سے ترکِ علم کرانا گویا میکدہ کا در بند کرنا اور شرابخانہ کا
دروازہ کھولدینا ہے پھر دوسری بلا یہ ہے کہ قبل درستی
توبہ مریدین کو نفی وجود غیر اور فنا فی اللہ و تکرار توحید
کی تلقین کرتے ہین اور شروع شروع مین ان سالکین کو
جو ہنوز مقام ابرار سے بیخبر ہین بہ ارشاد و
تلقین ضلالت گمراہی مین مبتلا کرکے بالکل بیکار
کر دیتا ہے پھر دوسری جگہ فرماتے ہین کہ اے درویش
اس کام کا معیار کتاب و سنت و سیرت سلف ہے
ایک جگہ لکھتے ہین کہ خزانہ جلالی مین مرقوم ہے کہ حضرت
سید جلال بخاری قدس سرہ نے فرمایا کہ علامات قیامت سے
ایک یہ بھی علامت ہے کہ علما فاسق و صوفی جاہل
ہو جاینگے خدا پناہ مین رکھے آج کل وہی زمانہ ہے
برابر صوفیہ کا یہی حال دیکھا جاتا ہے کہ بے علم و بے تربیت
نئے نئے طریقے و روشین ایجاد کرتے اور تلقین ذکر کا
جو مسلسل آنحضرت صلعم سے کتب مین چلی آتی ہے
چھوڑتے جاتے ہین اور خلق اللہ کو معتقد بنانے کی
نئی ترکیبین کرکے عوام کو متحیر و گمراہ کرتے ہین بعضے
بعض کی نسبت سنا ہے کہ وہ طالبینِ حق کو اُس ہوا کے
معائنہ کا جو ما بین زمین و آسمان ہے حکم کرتے

وآنرا تمثیل بذاتِ خدا کنند و طایفہ کہ ہم درین معاینہ
شاید آنرا واصل خدا گویند ہیہات ضلالت زہی بطالت
تاب اللہ علیہم رئیس درویشان و قطبِ عارفان
شیخ قوام الحق والدین میفرماید ؎ نادیدہ رخ دوست
مزن لافِ تجلی ٭ پرتو نبود عین تو این نکتہ نگہدار ٭
بے پرتوِ خورشیدِ حسن و جمالش نتوان دید ٭ بی تابشِ رخ
نتوان دید رخ یار - انتہیٰ فتامل وانصف
ولاتکن من المتعصبین باقی ماند جواب تفریع
آنکس کہ مضمون شعر است آنہم از جوابہاے سابق
مستفاد میشود ولا باس بالتصریح حضرات انبیا
مظاہر امہات اسماء حق اند و مخلوق اند از اسماء ذاتیہ
وارواح حضراتِ انبیا ارواح کلیہ اند -
قال المحقق القیصری اعلم انہ قد مرّ فی
المقدمات ان الوجود حقیقة واحدة
لاتعدد فیہا ولا تکثر و یتعدد بحسب التعینات
والتجلیات فیتکثر و یصیر ارواحا واجساما
ومعانی روحانیة واعراضا جسمانیة
والارواح منہا کلیة وجزئیة فارواح الانبیاء

اور اُسکی ذاتِ حق سے مثال دیتے ہین جو طالب
ایسا کچھ دیکھنے لگتا ہے اُسکو واصل بحق کہتے ہین -
افسوس خدا اُنپر رحم کرے قطب عارفین حضرت
شیخ قوام الدین فرماتے ہین ؎ نادیدہ[1] رخ دوست
مزن لافِ تجلی الخ غور کرکے انصاف کرو اور متعصب
نہو باقی رہا جواب اُس تفریع[2] کا جو لباس معنی
شاعرانہ مین ہے وہ بھی پہلے جوابون سے پیدا ہوتا ہے
مگر اُسکی تصریح مین بھی کوئی مضائقہ نہین -
حضرات انبیا علیہم السلام امہات اسماء[3] حق کے
مظاہر ہین اور اُسکے اسماے ذاتیہ سے مخلوق
اُنکی ارواح ارواح کلیہ ہین - محقق قیصری لکھتے ہین
کہ یہ امر مقدمات مین بیان ہوچکا کہ وجود
حقیقت واحدہ ہے جس مین تعدد و تکثر
نہین بحسب تعینات و تجلیات وہ متعدد
ہوکر متکثر ہوتا ہے اور ارواح و اجسام و معانی
روحانیہ و اعراض جسمانیہ ہوجاتا ہے اور
ارواح کلی بھی ہین اور جزئی بھی حضرات
انبیاء

[1] یعنی بغیر خدا کو دیکھے تجلی کی ڈینگین نہ ہانکو یہ یاد رکھو کہ تمہارا سایہ تمہارا عین نہین ہوسکتا اُسکا حسن و جمال بغیر اُسکے چہرہ کے نور کے دیکھنا ممکن نہین نہ اُسکا چہرہ بغیر اُس چہرہ کے نور کے دیکھنا ممکن ہے یعنی ذات حقیقی کی یافت اُسی ذات سے ہے غیر سے نہین ۱۲ مترجم
[2] تفریع کسی چیز سے فرع نکالنا ۱۲ مترجم [3] امہات اسماے اسماے سبعہ ذاتیہ مراد ہین جو یہ ہین حی علیم مرید قدیر سمیع بصیر کلیم انہین کو ائمہ سبعہ بھی کہتے ہین ۱۲ مترجم

علیہم الصلوٰۃ ارواح کلیۃ تشتمل کل روح
منہا علی ارواح من یدخل فی حکمۃ ولیجاہ
فی امتہ کما ان الاسماء الجزئیۃ داخلۃ
فی الاسماء الکلیۃ علی ما بیّنا فی فصوص الاسماء
انتہی۔ و باید دانست کہ حضرات رسل و انبیا متبوع اند
و حضرات اولیا تابع و التابع لا یدرک المتبوع
ابدًا فیما ہو تابع لہ و نیز ظاہر است کہ در رسول
سہ مرتبہ جمع شدہ رسالت و نبوت و ولایت
و در نبی دو مرتبہ نبوت و ولایت و در ولی یک مرتبہ
یعنی ولایت پس رسول کہ جامع ہر سہ مراتب است
از نبی افضل است و نبی کہ جامع مرتبتین است از ولی
افضل است ھذا واللہ ھو الولی الحمید
والصلوٰۃ علی حبیبہ صاحب المقام
المحمود اللّٰہم ارنا الحق حقًا وارزقنا
اتباعہ وارنا الباطل باطلًا وارزقنا
اجتنابہ

مسئلہ یازدہم چیست معنی قول الآن
کما کان و آنچہ در اکثر ادعیہ وارد شدہ کہ سبحان
من لا یتغیر بذاتہ ولا صفاتہ بحدوث
الاکوان و من عرف نفسہ فقد عرف
ربہ الجواب ظہور مخلوقات و نسبت آنہا

علیہم السلام کی روحین کلی ہین اور انمین سے ہر روح چند روحون کو جو انکے حکم مین ہوتی ہین اور انکی امت مین ہونگی شامل ہوتی ہین جسطرح کہ اسمائے جزئیہ اسمائے کلیہ مین داخل ہین جیسا کہ ہمنے فصوص مین بیان کیا انتہی حضرات انبیا و رسل متبوع اور حضرات اولیا انکے تابع ہین اور تابع متبوع کو جس چیز مین کہ وہ اسکا تابع ہے کبھی پا نہین سکتا اور یہی ظاہر ہے کہ رسول مین تین مرتبے جمع ہوے رسالت و نبوت و ولایت اور نبی مین دو مرتبے نبوت و ولایت اور ولی مین ایک مرتبہ یعنی ولایت لہذا رسول جو تینون مرتبونکا جامع ہے نبی سے افضل ہے اور نبی جو دو مرتبونکا جامع ہے ولی سے افضل ہے اسکو یاد رکھنا چاہیے اور اللہ ولی حمید ہے اور درود اسکے حبیب صاحب مقام محمود پر یا الٰہی ہمکو حق بات حق دکھلا اور اسکی پیروی کی ہمت دے اور امر باطل کو باطل دکھا اور اس سے بچنے کی توفیق دے۔

گیارہوان مسئلہ اس قول کے کیا معنی ہین کہ (حق) اب بھی ویسا ہی ہے جیسا کہ تھا اور یہ جو اکثر دعاؤن مین وارد ہے کہ پاک ہے وہ ذات جسکی ذات و صفات مین مخلوقات کے ظہور سے کوئی تغیر نہین پیدا ہوا اور جسنے اپنے نفس کو پہچانا اسنے اپنے پروردگار کو پہچانا اسکا کیا مطلب ہے جواب مخلوقات کا ظہور اور انکی نسبت۔

با حق چون نسبت واحد است با اعداد و واحد
عدد نیست که مقدار ست معین دارد و صفات
لازمه چون ترکیب با امثال خود گیرد متعدد گردد
متعدد شود مثلاً عشرون که مرکب از بیست
آحاد است در علم ذات او بگر مراتب عدد پیش
واحد در حقیقت متعین با اینهمه تقلب و تصرف
در صور ریشه و صفاتی و حیثیت عددی موجود است
پس درست آمد معنی الآن کما کان لیکن
فرق میان عدد و حقیقت واجبیه اینقدر است
که او بعد تخلف این اوصاف گو آن تخلف فرضی
بود معدوم نگردد و بقدامت قدیمه خود باقیماند
و این عدد بعد شکستن حد صفت لازمه خود
معدوم میگردد والله اعلم و معنی قول من عرف
نفسه بدینگونه است که انسان را بوجهی آفریده اند
که خود خود را هم دریابد و این از آن صورت بندد
که در زمین استعداد او اولاً درختی از عشق بروید
و بسبب او فیوض غیبی ورود یابند و آتش تجلی
آلهی درگیرد آنگاه هیزم خواص بشریت از و سوخته
و خاکستر گردند و در عین سوختگی خواه بعد آن نفس
این را که عبارت از بقاے علم تعین جزئی خود است
بتجلیات قدسیه بقاے دهند و بعد ازان از انهم

حق کے ساتھ ویسی ہے جیسے ایک کی نسبت
اعداد کے ساتھ واحد ایک عدد ہے جو مقدار معین
اور صفات لازمی رکھتا ہے اور جب وہ اپنی
امثال سے مرکب ہوتا ہے تو اس ترکیب سے
دوسرا متعدد ہوتا ہے جیسے بیس کہ بیس اکائیوں کا
مرکب ہے اسیطرح اور مراتب عدد پیش واحد
در حقیقت متعین ہیں با اینہمہ تقلب و تصرف صفاتی کی
وحیثیت عددی کی صورت سے موجود ہے لہذا
الآن کما کان کے معنی درست آئے مگر عدد
اور حقیقت واجبیہ میں یہ فرق ہے کہ وہ ان اوصاف
کے چھوٹ جانے سے گو وہ چھوٹ جانا فرضی ہو
معدوم نہیں ہوتا اپنی قدامت قدیمہ پر رہتا ہے
اور یہ عدد اپنی حد صفت لازمہ کے ٹوٹنے کے بعد
معدوم ہو جاتا ہے واللہ اعلم - اور من عرف نفسہ کے
معنی اس طور پر ہیں کہ انسان کو ایسا پیدا کیا ہے کہ وہ
اپنی ہی معرفت حاصل کرے یہ اسطرح ہو سکتا ہے
کہ پہلے اپنی زمین استعداد میں عشق کا درخت بوئے تاکہ
اسکی وجہ سے فیوض غیبی کا ورود ہو اور اسمیں تجلی الہی کی
لپٹ لگجائے اور اسکی خواص بشریت جلکر خاک ہو جائیں
اور اس سوختگی میں خواہ اسکے بعد اسکے نفس سے اپنی تعین جزئی
بقاے علم مراد ہے تجلیات قدسیہ سے بقا عطا کریں پھر اسے نیچا

ترقی کند و علم او بعلم الٰہی بواسطۂ حصول رابطۂ ذاتی
حقیقی مستہلک گردد این را وصلِ عریانی گویند و
ازینجا حافظ میفرماید ؎ رازِ درونِ پردہ ز رندانِ[1]
مست پرس ٭ کین حال نیست صوفیِ عالی مقام[2] را
یعنی تا دخول در مدارجِ اطلاق میسر نگردد و رسیدن
باطلاق صورت نہ بندد و صوفی عبارت از مرتبۂ
بقا بصفاتِ الٰہی است کہ دران مرتبہ از صفاتِ
بشری سالک بری میگردد و مراد از عشق اینجا ذاتیۂ
ازلیہ است کہ در نفوس بمقتضاے بدایتِ ذات
جل جلالہ مکنون است نہ آن عشق کہ منتہاے آن
سویداے قلب است چہ قلب درین مرتبہ بالکلیہ
نیست و نابود است و حدیث کنت سمعہ
و بصرہٗ نیز ازین مقام فناے بحت است و
بقا بصفات الٰہیہ حقا کہ این چنین کس را نگین ساختن
طالبان بہ صبغۃ اللہ و علامۃ الیقین بمرتبۂ کمال
حاصل است حق سبحانہ ببرکت انفاس متبرکہ
بزرگان بہرۂ کافی ازین مقام نصیبِ این احقر
گرداند قد تم بعون اللہ الملک الاکبر۔ فقط

ترقی کرے۔ اور اسکو رابطۂ ذاتی حقیقی ایسا حاصل
ہو کہ اسکا علم علمِ الٰہی مین اس رابطہ کے ذریعہ سے
کھپ جاے اِسی کو وصلِ عریان کہتے ہین یہین سے
حافظ فرماتے ہین ؎ رازِ درونِ پردہ ز رندانِ مست
پرس۔ جبتک مدارجِ اطلاق مین گذر میسر نہوگا
اطلاق مین پہنچنا ممکن نہین اور صوفی وہ ہے جو اپنی صفات
بشری سے بری ہوکر بصفاتِ الٰہی باقی ہو اور
عشق سے مراد یہان ذاتِ ازلی ہے جو نفوس
مین بمقتضاے بدایتِ ذاتِ حق جل جلالہ پوشیدہ
ہے نہ وہ عشق جسکا منشا سویداے قلب ہے
کیونکہ قلب اس مرتبہ مین بالکل نیست و نابود ہے
حدیث کنت سمعہ و بصرہٗ[3] بھی اسی مقام
فناے بحت و بقا بصفات الٰہیہ سے ہے۔
بیشک ایسا شخص طالبین کو خدا کے رنگ مین
ایک لمحہ مین رنگ سکتا ہے۔ حق سبحانہ ببرکت
انفاس متبرکہ بزرگان دین یہ مقام مجھ
احقر کو بھی نصیب کرے۔ یہ رسالہ
بحمد الٰہی ختم ہوا۔ فقط

---

[1] یعنی پردہ کے اندر کا حال رندانِ مست سے پوچھو۔ کیونکہ یہ حال صوفی عالی مقام کو حاصل نہین ہے ۱۲ مترجم
[2] مین اُسکی سماعت و بصارت ہو جاتا ہون ۱۲

صحت نامہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴	۹	ازاینجا	ازانجا	۴۶	۴	محدودآ	محدودآ
۵	۱۵	ما	با	=	۲ح	از	اور
۱۰	۱۵	صفائین	صفاتین	=	۳ح	بہ	برب
۱۶	۳	جنہوں	جنھوں نے	۴۷	۶	الدن	الدین
۱۹	۳	کہ	کی	۴۹	۹	از	باز
۱۹	۹	ہی	وہی	=	۱۱	خاست	خدمت
۲۱	۱۶	اسلئے	اور اسلئے	=	۱۵	وز	روز
۲۳	۴	لہذا	لہذا	=	۱۶	[illegible]	طرقہا
=	۶ ترجمہ	جنت	جنت	=	۱۸	برسے	برائے
۲۶	۱۸	سطر	مطہر	=	۱۹	ذو	ذو بر
				=	=	از	از
۲۷	۲۱ح	ایم وہو	ماہیم وجود	=	۲۰	بعضہ	بعضہ را
=	=	آپ	اپنے	۵۱	۳ ترجمہ	اسہ	اسہار
۲۹	۹	بن	منتہی				
۳۵	۱۸	۰	و				
۳۷	۳ ترجمہ	م	مم				
=	۳ح	سدا	لہذا				
۳۹	۱۵	ہردو عالم	ہر عالم				
۴۲	۱۳ ترجمہ	الواحدین	الموحدین				